بیاد: حضرت الحاج حافظ عبدالستار صاحب عزیزیؒ

دینی، دعوتی، علمی، ادبی، تحقیقی، فکری اور اصلاحی ترجمان

ماهنامه

نقوشِ اسلام

VOL.No.14	اپریل/مئی ۲۰۱۹ء/شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ April.May2019	Issue.No.2

مجلس سرپرستان

مرشدالامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسارپوری
شیخ طریقت حضرت مولانا قمرالزماں الہ آبادی
پیر طریقت حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی

مجلس مشاورت

مولانا سید الرحمٰن اعظمی ندوی — مولانا بلال عبدالحیٔ حسنی ندوی
مولانا سید الرحمٰن فیضی ندوی — مولانا محمد اکرم ندوی
مولانا محمد عامر صدیقی ندوی — الحاج موسیٰ اسماعیل درسوت
مولانا محمد احمد صالح جی — مولانا حسن مرچی
مولانا یحییٰ بام، مولانا رشید احمد ندوی، مولانا محمد منذر ندوی

مجلس ادارت

❁ مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی ❁ مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری ❁ مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری

چیف ایڈیٹر: محمد مسعود عزیزی ندوی

مدیر انتظامی: ڈاکٹر مرغوب عالم عزیزی

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

NUQOOSH-E- ISLAM
MUZAFFARABAD.SAHARANPUR.247129
(U.P)INDIA. Cell.09719831058
E.mail : nuqooshe_islam@yahoo.co.in
masoodazizi94@gmail.ocm
www. nuqoosheislam.com , www. mifiin.org
ماہنامہ ”نقوش اسلام“ مظفرآباد، سہارنپور 247129 (یوپی) انڈیا

شرح خریداری

ہندوستان کے لیے

فی شمارہ.......................۲۰/روپئے
سالانہ.......................۲۴۰/روپئے
خصوصی...... ......۵۰۰۰/روپئے
ایشیائی، یورپی افریقی وامریکی ممالک کے لیے ۵۰/ڈالر

رسالہ کے جملہ امور سے متعلق اس نمبر پر رابطہ کریں: 09719639955

Markazu Ihyail Fikril Islami , A/C No. 30416183580,S.B.I
Monthly Nuqoosh-e-Islam, A/C No. 30557882360,S.B.I

منیجر توسیع واشاعت: قاری محمد صالحین
Mob: 09813806392

PRINTED, PUBLISHED AND OWNED: MD FURQAN
PRINTED AT LUXMI PRINTING PRESS SAHARANPUR
EDITOR: MD FURQAN

iles\A017.TI not found. Files\A025.TIF not found. iles\A017.TI not found.

اس شمارے میں

عناوین	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ		۳
''اکرام مسلم'' اسلام کا ایک شعبہ ہے	محمد مسعود عزیزی ندوی	
حقائق		۵
اسلام انسانیت اوراعتدال کا مذہب ہے	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	
رہنمائے طلبہ		۸
طلبہ تحریک کو درپیش چیلنجز	ڈاکٹر عبدالحمید اطہر ندوی	
فکروعمل		۱۳
اسلام میں خواتین کا حق وراثت	ڈاکٹر تسکینہ پروین، سری نگر	
ارکان اسلام		۱۶
مسلمانوں رمضان کے مہینے کی قدر کرلو	حمید اللہ قاسمی کبیر نگری	
دعوت اصلاح		۱۸
دین خیر خواہی کا نام ہے	محمد مسعود عزیزی ندوی	
غوروفکر		۲۱
رمضان کا قرآن سے گہرا تعلق ہے	مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی	
نقوش وتأثرات		۲۳
مولانا واضح رشید حسنی ندوی......	مولانا مرغوب عالم مظاہری	
تجزیہ		۳۰
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے	مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری	
احوال وکوائف		۳۲
مرکز کے شب وروز	(ادارہ)	
تعارف		۳۳
مرکز احیاء الفکر الاسلامی	(ادارہ)	

ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے لئے شرح اشتہار

ٹائٹل صفحہ آخر رنگین	(فل سائز)	۳۰۰۰............
// // اول اندرونی	// //	۲۵۰۰............
// // آخر اندرونی	// //	۲۰۰۰............
صفحہ اندرونی	(فل سائز)	۱۰۰۰............
آدھا صفحہ اندرونی		۶۰۰............
۱/۴ صفحہ //		۴۰۰............

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ اسی رسالہ کے ساتھ آپ کی سالانہ مدت خریداری پوری ہورہی ہے، لہٰذا آئندہ کے لیے جلد ہی زرتعاون مبلغ ۲۴۰/روپئے ارسال فرمائیں، تاکہ رسالہ کو جاری رکھا جاسکے۔(ادارہ)

نوٹ: شائع شدہ مضامین سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں، ہرقسم کی چارہ جوئی کا حق صرف عدالت سہارنپور کو ہی ہوگا۔

پرنٹر پبلیشر: محمد فرقان نے لکشمی آفسیٹ پریس سہارنپور میں طبع کرا کے دفتر ماہنامہ نقوش اسلام مظفرآباد سے شائع کیا

کمپوزنگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر: مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور، یوپی (الھند)

اداریہ

''اکرام مسلم'' اسلام کا ایک شعبہ ہے

محمد مسعود عزیزی ندوی

اکرام مسلم اسلام کا ایک مستقل شعبہ ہے، اگر اس شعبہ کو زندگی میں عملی طور پر اپنا لیا جائے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانوں میں جو آپسی چپقلش، انتشار، بے راہ روی، ایک دوسرے کی جان کو آنا، ایک دوسرے کی عزت کو ملیا میٹ کرنا، دوسرے کی ترقی اور عزت کو دیکھ کر اس کو ختم کرنے کی یا اس کے ختم ہونے کی خواہش یا کوشش کرنا، یہ سب چیزیں انسانی معاشرے میں سے خود بخود ختم ہو جائیں گی، اور آپسی بھائی چارہ، اخوت ومحبت، ہمدردی وغمگساری، ایک دوسرے کا احترام، ایک دوسرے کی عزت ایک دوسرے کا اکرام یہ تمام چیزیں خود بخود آجائیں گی، اور ایک صالح معاشرہ وجود میں آجائے گا اور ہماری دنیا ایک جنت نشاں بن جائے گی۔

❀❀❀❀❀———❀❀❀❀❀

مگر اس وقت جب ہم اپنے معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو ارد گرد کے حالات دگرگوں نظر آتے ہیں، جب بھی دو دوست یا ساتھی ملتے ہیں تو ان کی گفتگو اپنے دوسرے ساتھی اور اہل تعلق کے متعلق ضرور ہو جاتی ہے، اس کی غیبت کر کے اس کی چغلی کر کے، اس کی برائی کر کے، یا اسی طرح کی کوئی بات کر کے اس کی عزت کو ملیا میٹ کرنے کی ضرور کوشش کی جاتی ہے، اور یہ ایسا مرض ہے کہ اس میں اچھے خاصے پڑھے لکھے، ذاکر وشاغل، داعی اور مصلح اور لمبی لمبی تسبیح پڑھنے والے امت کے امام اور بظاہر مقتدا تک بھی نظر آتے ہیں، بعض تو ایک دوسرے کی برائی چغلی اور غیبت کرتے وقت کان پر ہاتھ بھی رکھتے ہیں کہ اللہ معاف کرے، برائی کرنا مقصد نہیں بلکہ حقیقت حال سے آگاہ کرنا ہے، یہ کان پر ہاتھ رکھنے کا مطلب اور حقیقت حال بیان کرنے کا مقصد اپنے دل کو تسلی دینا اور سامنے والے کے آگے اپنے تقوی کا اظہار کرنا ہے، جو دھوکہ کے علاوہ کچھ نہیں، سچی بات یہ ہے کہ جو حقیقت حال آپ بیان کرنا چاہتے ہیں، اس حقیقت حال بیان کرنے کو ہی غیبت کہا گیا ہے، جو زنا سے زیادہ سخت ہے، اگر حقیقت حال نہ ہو، تب تو یہ بہتان ہے، جو اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔

❀❀❀❀❀———❀❀❀❀❀

''کریم'' اللہ تعالی کی صفت ہے، اللہ تعالی کریم اس لئے ہے کہ وہ مستحق کو بھی دیتا ہے اور جو مستحق نہیں اس کو بھی دیتا ہے، ''اکرام'' اور کریم کا مادہ ایک ہے، اکرام کہتے ہیں کہ کسی کو حق سے زیادہ دینا، تبھی تو اکرام کہلائے گا، ورنہ حق کی ادائیگی تو واجب ہے، اکرام واجب سے آگے کی چیز ہے، اکرام کی مشق ہو تو حقوق کی ادائیگی آسان ہو جاتی ہے، آج ہم لوگوں سے حق کی ادائیگی نہیں ہوتی تو بھلا اکرام جو اس سے آگے کی چیز ہے وہ کیسے ہوگا؟ کسی بزرگ کا قول ہے کہ اکرام کا ظاہری پہلو یہ ہے کہ

مخلوق پر شفقت اور ترس کھائے اور دنیاوی تکلیفوں سے اس کو بچا کر اس کو سہولت پہنچائے، اور اکرام کا باطن یہ ہے کہ اس کو آخرت کی مصیبت سے بچانے کی فکر کرے، اور واقعی اکرام مسلم کا مسئلہ بڑا نازک ہے، ذرا سی بے اعتدالی سے اعمال کا ثواب دوسروں کو مل جاتا ہے، قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا، جس کے ساتھ صدقات، خیرات، نماز اور روزہ سب کچھ ہوگا لیکن کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کا حق دبایا ہوگا، تو وہاں اس کے یہ اعمال ان لوگوں پر تقسیم کر دیئے جائیں گے، اور یہ نیکیوں والا خالی ہاتھ کھڑا رہ جائے گا اور یہ امت کا مفلس انسان ہوگا، اس لئے اپنے اعمال کی حفاظت کے لئے بھی اکرام کی مشق ضروری ہے، کسی ساتھی کی بے توقیری اور بے اکرامی نہ کی جائے، بلکہ اکرام کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

آج کل وہاٹس اپ اور فیس بک پر آدمی اگر کوئی بات لکھتا ہے تو دوسرا شخص فوراً اس پر اعتراض کر کے اس کی عزت نفس کے خلاف ایسے الفاظ نقل کرتا ہے، جن میں توہین اور ذلت پائی جاتی ہے، جو اکرام مسلم کے خلاف ہے، اگر کسی کی رائے سے اختلاف ہو یا وہ جمہور کی راہ سے ہٹ رہا ہو تو اکرام مسلم کے تقاضے کے پیش نظر دعوت کا اسلوب اختیار کیا جائے اور تہذیب کے دائرہ میں رہ کر گفتگو کی جائے، اچھے انداز میں نقد یا تبصرہ کیا جائے اور علمی انداز میں اس کا تدارک کیا جائے، غلط انداز اختیار کر کے اپنی نیکیاں اس کو نہ دی جائیں، جس کے خلاف لکھ کے آپ اس کی توہین اور ذلت کر رہے ہیں۔

تبلیغی جماعت کے منشور میں بھی ''اکرام مسلم'' ایک مستقل نمبر ہے جس کا پاس ولحاظ رکھنا ہر جماعتی شخص پر لازم ہے، مگر اس وقت جماعت کے دو دھڑے ہونے کی وجہ سے ہر جماعت دوسرے کو غلط کہہ رہی ہے، اختلاف کا ہو جانا، دو نظریوں کا ہو جانا اتنا برا نہیں جتنا کہ دوسرے کی تکفیر و تذلیل اور توہین کرنا ہے، یہ بہت خراب عمل ہے، اس وقت دونوں طرف کے لوگ دوسری طرف والوں کو مرتد تک بھی کہہ رہے ہیں، ایک عالم دین نے بتلایا کہ شوریٰ والوں نے ایک تبلیغی ساتھی کو جو تیس چالیس سال سے لگا ہوا ہے وہ نظام الدین والوں کی طرف ہے، تو اس کو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ تو مرتد ہو گئے، اور ایسی دشمنی ہو گئی کہ ''الامان والحفیظ'' غرضیکہ اس تفریقی عمل سے بھائی، بھائی، چچا بھتیجا، ماموں بھانجہ، اور رشتہ دار، رشتہ دار اختلاف کا شکار ہو گیا، اور دونوں فریق اکرام مسلم کے شعبہ کو بھول گئے، یہ بہت ہی بڑی غلطی اور خرابی ہے، اللہ حفاظت فرمائے، حدیث میں آتا ہے ''جو اپنے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور اپنے بڑوں کا اکرام نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں ہے'' حدیث میں اس کی صراحت ہونے کے باوجود بھی ایک دوسرے کی عزت نفس کا خیال نہیں کیا جاتا، چھوٹا بڑے کے اکرام کو تیار نہیں، اور بڑا چھوٹے پر شفقت کرنے کو تیار نہیں، شفقت ومحبت اور ہمدردی کی بجائے ظلم وزیادتی کا دور دورہ چل رہا ہے، ایسا لگتا ہے کہ ''اکرام مسلم'' کا شعبہ ہمارے درمیان سے ختم ہو رہا ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کا اکرام کریں، اپنی نیکیوں کو ضائع و برباد کر کے اپنی آخرت و عاقبت خراب نہ کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے اور ہر مسلمان کے اکرام کی توفیق عطا فرمائے۔

حقائق

''اسلام'' انسانیت اور اعتدال کا مذہب ہے

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

''اسلام'' انسانیت اور اعتدال کا مذہب ہے، اسلام اپنے ماننے والوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ انسان رہتے ہوئے ہر طرح کی بے راہ روی، بدعنوانی اور کردار کی کوتاہی سے اپنے دامن کو پاک وصاف رکھیں، لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ بالکل بے گناہ فرشتے بن جائیں کہ نہ تو ان کو بھوک و پیاس کا احساس ہو اور نہ ان کے دل میں گناہ کا ذرہ برابر خیال گزرے، اسی طرح ان کو اس کی اجازت بھی نہیں کہ وہ بے محابا ہوکر بہیمانہ حرکتیں کرنے لگیں، یا خواہشات کی پیروی کو اپنا شیوہ بنالیں اور شتر بے مہار کی طرح آوارہ پھریں کہ کھانے پینے اور اپنی بہیمانہ خواہشات کی تکمیل کے سوا کوئی دوسرا مقصد حیات ہی نہ ہو، ان کو دونوں رخوں کے درمیان اعتدال اور میانہ روی بتائی گئی ہے اور یہی ان کے دین کا اصل طرۂ امتیاز ہے اور اسی کی وضاحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہوتی ہے، جب آپؐ کو اپنے چند اصحاب کے بارے میں معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا ہے کہ وہ رات بھر اللہ کی عبادت کریں گے، دوسرے نے یہ لازم کرلیا ہے کہ وہ پوری زندگی روزہ رکھیں گے اور تیسرے نے یہ عہد کرلیا ہے کہ شادی ہی نہیں کریں گے اور نا اپنی بشری خواہشات کو پورا کریں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں ایسا مت کرو، میں تم میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہوں؛ لیکن یاد رکھو! میں اللہ کی عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں اور بغیر روزے کے بھی دن گزارتا ہوں اور میرے نکاح میں بیویاں بھی ہیں''۔

ایک طرف تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی، دوسری طرف روایات اس بات کو بھی بتاتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے پاس تشریف فرما تھے اور حسب خواہش کھانا بھی حاصل ہوا تھا، آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''یہ ایسی نعمت ہے کہ اس کے متعلق قیامت کے روز تم سے پوچھا جائے گا آپؐ کا اشارہ دراصل قرآن کریم کی آیت ''ثم لَتُسئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيم'' کی طرف تھا کہ پھر اس روز یعنی قیامت کے روز تم سے نعمت کے بارے میں سوال ہوگا''۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی بھی انسان اعتدال اور بیچ کی راہ سے ہٹا تو وہ فساد اور خرابی کا شکار ہوا، چنانچہ یورپ اپنے تاریک دور میں زبردست قسم کی رہبانیت کا شکار ہوا، جس میں لوگ روحانی ترقی کی خاطر اپنی فطری اور انسانی خواہشات تک کو کچل ڈالتے تھے، لیکن پھر بھی بندگی اور پاکیزگی کی راہ میں بڑی کامیابی حاصل نہ کرسکا اور اس طرح سے کامیابی کی امید بھی نہیں کی جاسکتی، چاہے انسان کی پوری نقل کیوں نہ کرنے لگے، جس میں اسے کھانے، پینے، غسل کرنے اور علاج ومعالجہ کی بھی ضرورت پیش نہ آئے ،حق تو یہ ہے کہ انسان رہتے ہوئے انسان کے ہاتھ سے صلاح وتقوی کا دامن نہ چھوٹے اور اس کا انسانی شعور اس حد تک بیدار ہو کہ اسے انسانی ضرورتوں کمزوریوں، انسان کی آرام وراحت اور اس کی آفت ومصیبت کا علم ہو، پڑوس اور رشتہ داری کے حقوق سے بھی واقف ہو، اپنی اور اپنے پڑوس ومعاشرہ کے لوگوں کی بشری ضروریات کا احساس وشعور بھی رکھتا ہو، دوسری بات یہ ہے کہ اخروی سعادت اور کامیابی کی طلب ہو، نیک اعمال کے ذریعہ اپنے رب کی رضا جوئی کا طریقہ ہو، اس لیے کہ اخروی خیر وسعادت کی جستجو اسے سرکشی اور بے راہ روی سے باز رکھے گی تو دنیاوی وسائل زندگی سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت اسے سنیاس اور رہبانیت کے گڑھے

میں گرنے سے محفوظ رکھے گی۔

چونکہ پہلے بھی یورپ زبردست قسم کی رہبانیت اور سنیاس کا شکار ہو چکا ہے جس میں اس نے اپنے کو دنیاوی نعمتوں سے محروم کرلیا تھا، پھر بعد میں آنکھیں بند کرکے دنیاوی سامان آرائش وزیبائش کے پیچھے پڑ گیا جس کے نتیجہ میں مادیت کے دلدل اور خواہشات کے جنگل میں پھنسا ہوا ہے، لہٰذا اب تک یورپ کو دو متضاد تجربوں سے گزرنا پڑا ہے، اب اسے اعتدال اور میانہ روی کے تجربہ کی ضرورت ہے اور تجربہ اسلام کے علاوہ کہیں اور حاصل نہیں ہوسکتا، اس سلسلہ میں بڑی ذمہ داری مسلمانوں کے اوپر ہے کہ وہ یورپ کے اندر اسلام کی صحیح ترجمانی کریں اور اس کا حقیقی تعارف دنیا کے سامنے پیش کریں، انسانیت کے ساتھ اس نے کیا سلوک کئے، انسانیت پر اس کے کیا احسانات ہیں، اس کو اجاگر کریں؛ لیکن یہ باتیں مسلمانوں کے لیے جب ہی ممکن ہو سکتی ہیں کہ خود بھی صحیح اسلامی اخلاق سے مزین اور آراستہ ہوں، ان میں کسی طرح کی افراط وتفریط نہ ہو، ان کے لیے بحیثیت ایک مصلح اور داعی امت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ غیر مسلموں کے سامنے سچا انسانی چہرہ اور مبارک انسانی زندگی لے کر جائیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے اخلاق ومعاملات اور ان کی پوری زندگی کا حسین وبہترین مرقع پیش کریں۔

آج یورپ اپنی خواہشات نفسانی کے سمندر میں غرق ہو چکا ہے، بیشتر دینی وانسانی قیود سے آزاد ہوکر اخلاقی پستی اور حیوانی طرز زندگی میں پڑ چکا ہے، اس کو فی الوقت ایسے مسیحا کی ضرورت ہے جو اسے اس پستی اور ذلت سے اوپر لا سکے، آج کی مسیحی دنیا اپنے ملحدانہ مادی نظام حیات سے تنگ آ چکی ہے کیونکہ وہ بے غرضانہ انسانی جذبہ سے خالی اور محروم ہے اور مسیحی مذہب سے اس کا ربط برائے نام رہ گیا ہے، اس لیے کہ اس میں اب کسی دینی خلا کو پر کرنے کی صلاحیت بالکل نہیں رہی، لہٰذا حیران وپریشان مسیحی دنیا کسی ایسے دین کی تلاش میں ہے جو اسے زندگی کی بھول بھلیوں سے نکال کر منزل کی صحیح رہنمائی کرے اور اس کی صلاحیت اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب میں نہیں رہی۔

لیکن آج کل ہمارے کچھ افراد اسلام کو غیروں کے سامنے غمگساری، ہمدردی، انسانیت دوستی سے ہٹ کر خودغرضی اور نفرت اور معاندانہ طرز میں پیش کرتے رہیں گے، اس وقت تک غیروں کا جواب اور موقف اسلام کی طرف سے اعراض اور روگردانی کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا، ایسے میں ضروری ہے کہ ہم اسلام کو غیروں کے سامنے ایک ایسے دین کی حیثیت سے پیش کریں جو اس کی موجودہ اجتماعی اور اخلاقی زوال سے گلوخلاصی کرائے کیونکہ اب ساری دنیا کی طبیعت اس سے گھبرا چکی ہے اور اس سے دائمی نجات چاہتی ہے، چنانچہ اپنے ان پیچیدہ مسائل کا حل تلاش کرنے میں سرگرداں اور پریشان ہے۔

لہٰذا ایسی صورت میں غیر مسلم کے سامنے اسلام کا روشن چہرہ ظاہر نہیں کیا گیا تو پھر اسلام ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا اور یہ مادی اور خودغرضانہ طور وطریق کی دنیا اسی طرح دردر کی ٹھوکریں کھاتی پھرے گی، تنکوں کا سہارا لے گی اور اسی سے اپنے درد کا مداوا کرے گی، اس لیے مسلم داعیوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت اسلامی کے لیے مناسب اور موزوں طریقہ اختیار کریں، کیونکہ دعوت کی تمام تر ذمہ داری انہیں کے سر ہے، ارشاد ہے: ”كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ“۔

”تم ایسی خیر امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے، نیکی کی تم ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو“۔

لیکن آج اسلام کے ماننے والے مختلف ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے ہیں، کچھ تو وہ ہیں جو اسلام کے صرف نظریہ جنگ وجہاد ہی کو مانتے ہیں اور اس سلسلہ میں صرف جذبات اور جوش سے بھری ہوئی آواز کو شیوہ بناتے ہیں، وہ ایسا کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وکردار اور طریقۂ کار کو نہیں دیکھتے، دین کی مصلحت، حکمت، دعوت اور اتباع سنت کے طریقہ کو اپنانے میں کوتاہی کرتے ہیں، وہ حضور سیدنا محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل کو نہیں دیکھتے کہ آپؐ نے بعض منافقین کے نفاق کو اچھی طرح جان لینے کے بعد ان کو قتل کرنے سے گریز کیا اور آپؐ نے یہ خالص اسلام کی مصلحت سے کیا کہ اسلام کے خلاف دشمنان اسلام کو کھلے طور پر یہ الزام لگانے کا موقع نہ ہاتھ آ جائے کہ محمدؐ نے اپنے ساتھ رہنے والے کسی شخص کو قتل کر دیا؛ کیونکہ اس شخص کے کھلے نفاق اور اسلام دشمنی کو دوسرے لوگ جان نہیں سکتے تھے، چنانچہ اس حکمت عملی کے ذریعہ آپؐ نے اسلام کو بدنام ہونے سے بچایا، آپؐ کے سامنے اگر کسی نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا تو آپ نے اس کا اعتبار کیا، ایک صحابی کو اس بات کی خلاف ورزی کرنے پر زجر وتوبیخ کرتے ہوئے فرمایا، کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔

مذکورہ بالا گروہ کے برعکس دوسرا گروہ اسلام کو صرف عقلی نقطۂ نظر سے پیش کرنے پر اکتفا کر رہا ہے اور اسے مغربی نقطۂ نظر سے ہم آہنگ بنانے پر اپنی محنت صرف کر رہا ہے، جب کہ مغرب خود اپنے اس طرز زندگی سے بیزار ہو رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے افراد وقتاً فوقتاً اس زندگی سے منہ موڑ کر زندگی کے عام وسائل راحت کو چھوڑ کر تارک الدنیا شخص کی زندگی اپنانے لگتے ہیں۔

یہ مانا کہ مغرب نے خوب ترقی کی، سیاسی اور اقتصادی نظام، عسکری قوت، وسائل معیشت اور تمدنی ترقی میں اوج کمال کو پہنچ چکا اور اس کے ذریعہ اس نے اپنی مشکلات کو حل کرنے اور اندرونی اضطراب کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی؛ لیکن اس کی ہر کوشش صدا بہ صحرا ثابت ہوئی، آج مغربی نوجوان کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے مسائل کے حل کی تلاش میں ہر وادی کی خاک چھان رہا ہے اور ہر جگہ سے نامراد اور ناکام لوٹ رہا ہے، یہ اخلاقی ابتری اور ذہنی کشمکش کا آج مغربی نوجوان شکار ہے، یہ اس کے آزاد معاشرے کا نتیجہ ہے، جو اخلاقی اور دینی پابندیوں سے یکسر خالی اور آزاد ہے اور یہی ان کی بیماری کی اصل جڑ اور بنیاد ہے، ایسے میں مغرب کے سامنے صرف ایک ہی راستہ ہے، وہ یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات اور خاص طور سے خاتم رسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہے، جن کی تعلیم یہ ہے کہ خالق کائنات سے ربط اور تعلق پیدا کیا جائے، جس کی دعوت یہ ہے کہ اعتدال اور توازن کے ساتھ اسباب زندگی اختیار کیے جائیں اور جن کا موقف یہ ہے کہ سامان راحت اور اسباب زندگی پر نہ تو ٹوٹ پڑا جائے اور نہ ہی رہبانیت اختیار کر کے ضروریات زندگی تک سے منہ موڑ لیا جائے، ارشاد باری ہے: "قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده والطيبات من الرزق قل هي للذين آمنوا في الحياة الدنيا خالصة يوم القيامة" دنیاوی زندگی کے تعلق سے موقف اور صحیح رائے یہی ہے کہ اس کے بارے میں یہ سمجھا جائے کہ یہ ایک محدود اور ختم ہو جانے والی زندگی اور دھوکے کا سامان ہے، لہٰذا بھلائی اور خیر اسی میں ہے کہ اعتدال کے ساتھ اس کو لیا جائے اور دل کو اس سے اس طرح نہ باندھ دیا جائے کہ کھولنا ہی مشکل ہو۔

آج مغرب اپنے موجودہ صنعتی اور سیاسی نظام کو چھوڑ کر نئے نظام کی خواہش نہیں رکھتا، اس لیے اس نے اعلی قسم کے نظامہائے حیات کا تجربہ حاصل کیا ہے اور اس کا علم تحقیق اور فراست انتہاء کو پہنچ چکی ہے، لہٰذا وہ مزید کسی نئے نظام کا خواہش مند نہیں؛ کیونکہ اسے اس میں اپنے مسائل کا حل نظر نہیں آتا، آج تو مغرب کو دلی چین اور قلبی سکون کی تلاش ہے، جس سے اس کا نظام دیوالیہ ہو چکا ہے۔

حق کے داعیوں کے لیے ضروری ہے کہ اسباب حیات اور سامان زندگی سے مستفید ہونے اور ان کی حیثیت کی تعیین کے تعلق سے ان کی زندگی اعتدال اور جامعیت کا ایک قابل تقلید نمونہ ہو اور اس سلسلہ میں علمی تشریح سے زیادہ عملی نمونے مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں، جب کہ اس نظریہ کو فروغ دینے میں علمی تشریح کی بھی ضرورت ہے، جس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا؛ لیکن وہ مسئلہ کا اصل حل نہیں ہے، اصل حل صحیح نمونۂ زندگی میں ہے، تو کیا ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کی سنت کے عین مطابق اپنی زندگی کے قافلے کو از سر نو آگے بڑھانے کا اقدام کرتے ہیں۔

رہنمائے طلبہ

طلبہ تحریک کو درپیش چیلنجز

انجینئر مصطفیٰ محمد طحان..........................ترجمہ: ڈاکٹر عبدالحمید اطہر ندوی بھٹکل، کرناٹک

سخت حالات میں کام کرنے کا طریقہ کار:

طلبہ تحریک آباد علاقوں میں پھیلتی ہے، یہ مؤثر سیاسی اور معاشرتی کام ہے، اس کی تحریک میں رکاوٹ ڈالنے، اس کی پیداوار میں کمی لانے اور کبھی کبھار اس کو ختم کرنیوالے داخلی اور خارجی سطح پر دشوار حالات سے اس کو واسطہ پڑتا ہے، اسی وجہ سے طلبہ تحریک کے ذمہ داروں کیلئے ان حالات کے آنے سے پہلے ان کا ادراک کرنا، ان کے منفی نتائج کی تلافی کیلئے مقابلے کے طریقہ کار متعین کرنا، بلکہ حتی الامکان طلبہ تحریک کے مفاد میں ان کو استعمال کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

یہاں پر ہم طلبہ تحریک پر مختلف علاقوں میں آنے والے چند اہم دشوار حالات کو بیان کررہے ہیں، ہم ہر قسم کے حالات کی تفصیلات بیان کریں گے، اس کی مشکلات ومسائل پر بحث کریں گے، ان حالات میں طلبہ تحریک کے مقاصد اور ان حالات میں کام کرنے کے وسائل اور ان کے انتظام سے پڑھنے والوں کو مطلع کریں گے۔

(۱) پابندیوں کی صورت میں کام کیسے کیا جائے؟:

یہ حالات دنیا کے مختلف ملکوں خصوصاً عالم اسلام اور تیسری دنیا کے بعض دوسرے ممالک میں طلبہ تحریک کو پیش آتے ہیں، ان حالات میں طلبہ تحریک اور کبھی کبھار اس کے علاوہ دوسرے سیاسی اور فکری اداروں پر پابندی عائد کی جاتی ہے، ان کی آزادی سلب کردی جاتی ہے اور ان پر سیاسی دباؤ ہوتا ہے، اس وقت طلبہ تحریک کے اداروں پر بھی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں، یا کم از کم عملی پہلو سے اس کو معطل کردیا جاتا ہے، اس کے قائدین کو نظر بند اور کبھی ان کو طویل مدت کے لئے قید کیا جاتا ہے۔

ان حالات میں طلبہ تحریک کو کئی مشکلات اور مسائل درپیش ہوتے ہیں:

۱- طلبہ تحریک کے اداروں کا فقدان اور اس کے نتیجے میں طلبہ کے ساتھ رابطے میں کمی۔

۲- طلبہ تحریک کے بعض قائدین کی طرف سے سرگرمیوں میں شرکت کرنے سے پہلوتہی اختیار کرنا اور بعضوں کا قید میں ہونا۔

۳- طلبہ میں خوف کا، منفی روح اور عدم آہنگی کی فضا کا عام ہونا۔

۴- مالی مصادر کے فقدان کی وجہ سے مالی وسائل میں کمی۔

۵- طلبہ تحریک کے مختلف وسائل کا فقدان اور ان حالات میں ان وسائل کو اختیار کرنے میں دشواری (دورے، کیمپ اور محاضرات)۔

۶- طلبہ تحریک میں شدت پسندی اور مقابلہ آرائی یا گوشہ نشینی کی دعوت دینے والے فکری انحرافات کی موجودگی۔

ان حالات میں دو بنیادی مقاصد پر توجہ دینا ضروری ہے:

(۱) طلبہ تحریک پر شدت پسندی اور اخلاقی انارکی کا الزام لگا کر پابندی عائد کرنے کا موقع فراہم نہ کیا جائے۔

(۲) طلبہ تحریک کے انجام شدہ کاموں (ادارے اور وسائل) کی حفاظت اور جن وسائل پر پابندی عائد کی گئی ہے ان کے متبادل وسائل کی تیاری کے ساتھ ساتھ طاقت بھر اپنے اداروں اور وسائل کی حفاظت۔

ان حالات میں طلبہ تحریک کی حکمت عملی اور پالیسی مندرجہ ذیل ہوگی:

۱- اس مرحلے میں کاموں میں اہم سے اہم تر کی تعیین، اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ طلبہ کے اصل مسائل پر توجہ دی جائے، اضافی مسائل کے پیچھے نہ پڑا جائے کیونکہ یہ اکثر اوقات اہم ہونے سے زیادہ

جذباتی ہوتے ہیں۔

۲-طلبہ میں ان کے اپنے مسائل کے بارے میں شعور بیدار کرنا اوران کے دفاع پر ابھارنا، کوئی مسئلہ کسی خاص گروہ کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے، چاہے یہ گروہ طلبہ تحریک کے ذمہ داروں کا ہی کیوں نہ ہو۔

۳-قانون اور سرکاری اداروں کے ماتحت کام کرنے کی کوشش۔

۴-جذبات ابھارنے والے مسائل سے حتی الامکان اجتناب، خصوصاً اس وقت جب یہ مسائل اضافی ہوں۔

۵-خصوصاً اس مرحلے میں طلبہ تحریک کے مختلف رجحانات کی کوششوں میں یکسانیت پیدا کی جائے کیونکہ اس مرحلے میں طلبہ تحریک کا طاقت ور ہونا ضروری ہے۔

۶-بہترین رجحانات کے حامل ذمہ داروں اور تدریسی عملے کے ساتھ بہترین تعلقات بنائے جائیں؛ بلکہ مختلف مسائل میں ان سے مشورے لئے جائیں اوران میں ان کو شریک کیا جائے۔

۷-ملکی یا بین الاقوامی دونوں ذرائع ابلاغ کے ذریعہ آزادیوں پر پابندی اور سیاسی ظلم وزیادتی کے مسائل کو اجاگر کیا جائے۔

۸-طلبہ تحریک کے متبادل وسائل کی تیاری تا کہ طلبہ تحریک کے عام اور تقلیدی وسائل پر پابندی کی صورت میں بھی مقاصد کی تکمیل ہو۔

(۲)مخالف فکری رجحانات کی موجودگی میں کام کرنیکا طریقہ:

یہ حالات دنیا کے اکثر ممالک میں پائے جاتے ہیں، جہاں طلبہ تحریک کو متعدد مخالف فکری رجحانات سے واسطہ پڑتا ہے، اس فکر کے حاملین متعصب ہوتے ہیں، کسی بھی اختلاف کو قبول نہیں کرتے، بلکہ ان میں سے بعض رجحانات حکومت اور مضبوط طلبہ تحریک دونوں کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں اوراس کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، کبھی اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان حالات میں کئی مشکلات پیش آتی ہیں، جن میں اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱-اس طرح کے رجحانات کے مقابلے میں کارکنان کی کوششوں، صلاحیتوں اورافادات ضائع ہوجاتے ہیں۔

۲-معاشرے اور طلبہ میں عام طور پر تحریک کی شبیہ بگاڑ کر پیش کی جاتی ہے۔

۳-طلبہ تحریک کے بعض افراد کا ''سختی اور تعصب کا مقابلہ تعصب'' کے نظریہ کی طرف میلان۔

۴-حکومت یا انتظامیہ طلبہ تحریک پر مکمل پابندی لگانے کے لئے اس کشمکش سے فائدہ اٹھاتی ہے، ان حالات میں طلبہ تحریک کو مندرجہ ذیل مقاصد کی تکمیل کرنا ضروری ہے:

سختی کا مقابلہ سختی سے نہ کیا جائے، بلکہ دلیل کا مقابلہ دلیل سے کیا جائے اور حکومت سے اپنے افکار کی دعوت دی جائے۔

اتفاقی امور میں آپس میں تعاون کریں گے اوراختلافی امور میں ایک دوسرے کو معذور سمجھیں گے کہ اصول میں استحکام لانے کی کوشش کی جائے۔

دشمنوں کو طلبہ تحریک پر پابندی لگانے کا موقع نہ دیا جائے۔

طلبہ تحریک پر توجہ، نہ کہ بے کار باتوں میں الجھا جائے اور طلبہ پر توجہ، نہ کہ معارضین اور مخالفین میں پڑ کر وقت ضائع کیا جائے۔

ان حالات میں طلبہ تحریک کی پالیسی مندرجہ ذیل ہوتی ہے:

۱-حقیقی طلبہ تحریک پر توجہ دینا، منصوبوں اور پالیسیوں کا نفاذ اور حتی الامکان واقعات کے ردعمل کے طور پر ان میں تبدیلی نہ لانا۔

۲-بے حقیقت اور بے حیثیت امور یا اختلافات کی تردید میں زیادہ وقت اور محنت صرف نہ کرنا، کیونکہ اس سے ان رجحانات میں زندگی اور قوت پیدا ہوتی ہے۔

۳-اختلافی آداب کی مکمل رعایت کی جائے، چاہے حالات کچھ بھی ہوں، اور دوسروں کے کاموں پر توجہ نہ دی جائے۔

۴-باتوں کے بدلے کاموں پر توجہ دی جائے، کیونکہ اس سے طلبہ میں صحیح رجحانات کو اپنانے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

۵-طلبہ کی طرف توجہ کیونکہ یہی طلبہ تحریک کا حقیقی میدان ہیں اوران

ہی کو گفتگو کا محور بنایا جائے اور ان ہی پر سب سے پہلے توجہ دی جائے۔

۶-سختی سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے کیونکہ اس سے طلبہ تحریک کشمکش کا شکار ہو جاتی ہے اور شدت کے دائرے میں داخل ہو جاتی ہے، جس سے بعد میں نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے بہترین نتائج اور فوائد کا فقدان ہو جاتا ہے اور طلبہ منحرف ہو جاتے ہیں۔

۷-کسی بھی فکری یا تحریکی انحراف کے ابتدائی اثرات کو روکنے کے لئے طلبہ تحریک کی داخلی صف پر توجہ دی جائے اور ان رجحانات وافکار میں سے صحیح موقف کے ذریعہ اس کا مقابلہ اور اس کے ساتھ مقابلے کے طریقہ کار پر توجہ۔

(۳) پسماندہ معاشروں میں کام کرنیکا اسلوب وطریقہ:

یہ حالات تیسری دنیا کے معاشی اور ثقافتی اعتبار سے اکثر پسماندہ ملکوں میں پائے جاتے ہیں، جہاں جہالت ولاعلمی اور امراض عام ہیں، مہذب افراد اور داعی حضرات یہاں اپنے تحریکی کاموں میں مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں، طلبہ میں غیر مہذب اور لادینی عادات اور افکار پائے جاتے ہیں، متعدد طلبہ منفی امور، دوسروں پر بھروسہ کرنے، علمی تعطل وجمود، انتاجی صلاحیت کی کمی، بلند حوصلگی کا فقدان، حالات کے دھارے میں بہنے اور ہر اجنبی چیز سے مرعوب ہونے جیسے معاشرے کے مذموم صفات کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں۔

ان حالات میں طلبہ تحریک کو کئی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، ان میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱- معاشرے کی پابندیوں اور لایعنی قدروں سے آزاد باشعور قائدین کی کمی۔

۲-طلبہ میں جڑ پکڑے ہوئے متعدد عادات اور افکار کی تبدیلی لانے میں دشواریاں۔

۳-معاشرے کو پسماندگی کے دائرے میں باقی رکھتے ہوئے ان کی پیداوار سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنے والی متعدد مغربی کمپنیوں کا مقابلہ۔

۴-مالی وسائل کی کمی، عام طور پر فقر وفاقہ ان حالات کے ذمہ دار ہوتے ہیں، ان حالات میں طلبہ تحریک کو مندرجہ ذیل مقاصد پر توجہ دینا ضروری ہے:

۱-معاشرے کو تہذیبی وثقافتی اعتبار سے بلند کرنے والی سرگرمیوں میں طلبہ کی شرکت، کیونکہ طلبہ ہی معاشرے کے سرخیل اور اس میں انقلاب لانے والے قائدین ہوتے ہیں۔

۲-امت کے تشخص، اس کے قدروں اور اخلاق او ردین کی حفاظت اور ثقافتی وتہذیبی ترقی اور مغربی تہذیب کے اخلاقی، فکری اور دینی برائیوں کی منتقلی کے درمیان فرق کیا جائے۔

۳-طلبہ کے درمیان مثبت امور، پیداوار (پروڈیکٹ) اور بلند حوصلگی کے جذبہ کی اشاعت ان حالات میں طلبہ تحریک کی پالیسی مندرجہ ذیل ہوتی ہے:

۱- ہماری امت کے تہذیبی اخلاق اور قدروں کو تھامے رہنے پر توجہ اور طلبہ کے درمیان ان کی اشاعت۔

۲-معاشرے کے مسائل کے تئیں بیداری کی کوشش اور طلبہ کو ان مسائل سے چھٹکارا دلانے کے لئے ان کو حالات میں تبدیلی لانے کی ترغیب دینا، کیونکہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

۳- ثقافتی منصوبوں اور مشروعات کے ذریعہ معاشرے کو ثقافتی طور پر ترقی دینے میں طلبہ تحریک کی شرکت مثلاً: ناخواندگی کو مٹانا، جسمانی صحت سے متعلق شعور کی بیداری، غریبوں میں ضروریات کی تقسیم وغیرہ اور طلبہ کو ان کاموں میں شریک کیا جائے۔

۴-معاشرے کی پسماندگی کے اسباب اور ترقی کے وسائل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے تحقیقات ومقالات تیار کرانے کی کوشش اور معاشرے کی ترقی وبیداری میں حصہ لینے والی کالجوں میں داخلہ لینے کے لئے طلبہ کو آمادہ کرنا۔

۵-ترقی اور بیداری میں قائدانہ رول ادا کرنے والے معاشروں کی مثالوں کو اجاگر کرنا اور ان کی کامیابی اور خصوصاً اسلامی معاشروں کی

کامیابی کے طریقہ کار کو واضح کرنا۔

۶- ان معاشروں کے ساتھ تعلقات میں اضافہ کرنا، ان سے بار بار ملاقات کرنا اور ان کے تجربات سے قریب رہ کر مطلع ہونا۔

۷- معاشرے کو ترقی دینے والے میدانوں میں اعلی تعلیم اور باہر سے آنے والے طلبہ میں اضافہ کرنا، ان طلبہ پر خصوصی توجہ دینا اور ان کے لئے مخصوص ثقافتی اور تربیتی پروگرام تیار کرنا۔

۸- کارکنان میں سے علمی تفوق وامتیاز حاصل کرنے والوں اور ممتاز اور با اثر افراد کی ہمت افزائی کرنا اور معاشرے میں بیداری لانے کے لئے ان کا تعاون کرنا۔

۹- غیر ملکی کمپنیوں کے خطرات اور ان کے مقاصد کے بارے میں شعور کی بیداری اور ان کے مقابلہ کا طریقہ کار تیار کرنا۔

۱۰- مغربی تہذیب کی دعوت دینے والوں اور اس کی اچھی اور بری دونوں چیزوں کو منتقل کرنے والوں کے بارے میں شعور بیدار کرنا اور ان کا مقابلہ کرنا۔

(۴) امت مسلمہ کی قدروں اور تہذیب سے متضاد معاشروں میں کام کرنے کا طریقہ:

یہ حالات غالبا یورپ، امریکہ اور بعض مشرقی ممالک مثلاً جاپان، چین اور روس جیسے غیر اسلامی ملکوں میں جانے والے طلبہ کو پیش آتے ہیں، جہاں طلبہ تحریک میں کام کرنے والوں کو دین، اخلاق وعادات، اقدار وافکار اور تہذیب وثقافت وغیرہ میں مسلم معاشروں سے بالکل مختلف معاشروں سے واسطہ پڑتا ہے، ان حالات میں کام کرنے اور طلبہ تحریک کے میدان میں ان کو استعمال کرنے کی ذمہ داری طلبہ تحریک کے کارکنوں پر ہوتی ہے۔

ان حالات میں کئی مشکلات پیش آتی ہیں جن میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱- بعض کارکنان کو ان معاشروں کے عادات، افکار اور تہذیب کے ساتھ پیش آنے میں دشواری سے واسطہ پڑتا ہے۔

۲- متعدد معاشروں کا اسلامی ملکوں سے آنے والوں کی قدر کی نگاہوں سے دیکھنا، یا معاشرے کی طرف سے ان سے دوری اختیار کرنا۔

۳- بعض کارکنان کی طرف سے ردعمل کے طور پر پوری تہذیب کا انکار کرنا۔

۴- بہت سے افراد کا نئے معاشرے میں ضم ہوجانا اور مکمل طور پر اپنے دین، اخلاق اور عادات واطوار کو چھوڑ کر ان کے رنگ میں رنگ جانا۔

ان حالات میں طلبہ تحریک کو مندرجہ ذیل مقاصد پر توجہ دینا ضروری ہے:

۱- افراد کو معاشرے میں ضم ہونے سے روکنا۔

۲- امت مسلمہ اور اسلام کے ثقافتی پہلو کو اجاگر کرنا۔

۳- مغربی مادی تہذیب کے مفید پہلوؤں کو عالم اسلام میں منتقل کرنا اور مسلم معاشروں کو اس تہذیب کے مفاسد اور نقصانات سے بچانا۔

ان حالات میں طلبہ تحریک کی پالیسی مندرجہ ذیل ہوتی ہے:

۱- حتی الامکان اخلاق اور عادات واطوار کے اختلافی میدانوں سے دوری، خصوصاً جب یہ عادات ان معاشروں کی اخلاقیات میں شامل ہوں تو ان کو چھیڑا نہ جائے؛ لیکن بہترین انداز میں نصیحت اور رائے کے اظہار میں مانع بھی نہ ہو۔

۲- کسی بھی ملک میں آنے والے مسلم طلبہ کا گروپ کی تشکیل دینے پر توجہ دی جائے، تاکہ ان کو وہاں کے معاشروں سے متأثر ہونے یا معاشرے کے رنگ میں رنگنے سے بچایا جائے؛ لیکن یہی چیز دوسروں کے ساتھ انسانی دائروں میں اجتماعی ومعاشرتی تعلقات قائم کرنے میں رکاوٹ نہ بنے۔

۳- امت کے تشخص کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اس پر فخر بھی کیا جائے اور دوسروں کے جذبات مجروح کئے بغیر موقع ملنے پر اس کا اظہار بھی کیا جائے۔

۴- ان معاشروں میں ہمارے معاشروں اور امت کا بہترین نمونہ پیش کیا جائے اور ان کو اپنے اخلاق اور عادات کو اختیار کرنے کی

دعوت دی جائے۔

۵-غیر اسلامی اخلاق وعادات کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا جائے، خصوصاً اس وقت جب ہمارے معاشروں میں ہی یہ عادات واخلاق پائے جائیں اوران کے متبادل تیار کئے جائیں۔

۶-دوسرے معاشروں میں ضم ہونے سے بچانے کیلئے تربیتی اورفکری اداروں کا قیام، مثلاً مدارس، اسکولس، کلبس اور ثقافتی کمیٹیاں وغیرہ۔

۷-علمی تفوق وامتیاز اورعلمی ترقی کی کوشش اوراپنے پاس پہنچی ہوئی سب سے نئی چیزوں کی تلاش وجستجو، تاکہ مسلم معاشروں میں ان میں سے مفید چیزوں کو منتقل کیا جائے اوران سے فائدہ اٹھایا جائے۔

۸-دوسرے ملکوں میں بھیجے جانیوالے طلبہ امت کے علمی اورثقافتی انقلاب اور بیداری کے سرخیل ہوتے ہیں اور ان ہی پر اس کام کو بہترین طریقے سے انجام دینے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

(۵) کمزور اور ابتدائی طلبہ تحریک:

طلبہ تحریک کو یہ حالات ابتدائی زمانے میں یا اس پر ایک مدت تک جمود طاری رہنے یا میدان عمل میں سے گریز کے نتیجے میں پیش آتے ہیں، دشواری ابتدا میں ہوتی ہے، پھر کامیابی ملتی ہے اور کاموں میں تسلسل پیدا ہوتا ہے۔

ان حالات میں طلبہ تحریک کو متعدد مشکلات سے واسطہ پڑتا ہے، جن میں سے اہم مندرجہ ذیل ہیں:

۱-طلبہ تحریک میں کام کرنے کے جذبے کا فقدان، اس کے محرکات وعوامل اور طریقوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے طلبہ، تحریک سے کٹ جاتے ہیں۔

۲-طلبہ تحریک کی قیادت کے لئے باصلاحیت طلبہ کی عدم موجودگی۔

۳-طلبہ تحریک میں عملی تجربات کی ضرورت۔

ان حالات میں اس کے مطابق مقاصد تیار کرنا ضروری ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱-حتی الامکان بنیادی کاموں کو شروع کرنے کی کوشش۔

۲-طلبہ میں طلبہ تحریک کی اہمیت کا شعور بیدار کرنا اور طلبہ کو اس میں شامل کرنا۔

۳-ماضی یا دوسرے علاقوں کی طلبہ تحریک کے تجربات سے فائدہ اٹھانا۔

۴-فکری، تربیتی اور عملی اعتبار سے کام کو صحیح ڈھنگ سے شروع کرنا۔

ان حالات میں طلبہ تحریک کی پالیسی مندرجہ ذیل ہوتی ہے:

۱-طلبہ میں ذرائع ابلاغ کے ذریعے طلبہ تحریک کی اہمیت کا شعور بیدار کرنا، مثلاً اپنے معاشرے کی تعمیر میں ان کی حقیقی نمائندگی اوران کا رول واضح کرنا۔

۲-طلبہ کے منتخب اداروں یا تنظیموں کا قیام اورمختلف اداروں میں طلبہ کے مناسب اصول وضوابط کی تیاری۔

۳-معیادی اشاعتوں اورمحاضرات وغیرہ کے ذریعہ طلبہ کے ساتھ بلاواسطہ اور مستحکم تعلقات کی استواری، اس کے ساتھ ساتھ سرگرم عناصر کا انتخاب اوران عناصر کو طلبہ تحریک کے مفادات میں استعمال کرنا۔

۴-طلبہ کی حقیقی نمائندگی اوراخلاص کیساتھ ان کے مسائل کو اجاگر کرنا، ان کی مشکلات ومسائل پر توجہ دینا اوران کو حل کرنے کی کوشش کرنا۔

۵-طلبہ تحریک کے سابقہ قائدین، اسی طرح پڑوسی ملکوں اورعالمی طلبہ تحریک کے ذمہ داروں سے رابطہ رکھنے کیلئے کمیٹیاں تشکیل دینا۔

۶-علمی اعتبار سے یا تحریک کے میدان میں کام کرنے والے ممتاز طلبہ پر توجہ اورطلبہ میں باشعور قائدین تیار کرنے کی کوشش۔

۷-طلبہ تحریک کے بنیادی معاون پر ابتدائی تعلیمی مراحل ثانویہ (سکینڈری) اورمتوسطہ پر توجہ۔

۸-تجربات سے مطلع ہونے کے لئے خارجی سیمیناروں میں حتی الامکان شرکت۔

۹-طلبہ کی جماعتوں کے معاونین کی حیثیت سے معاشرے کے مختلف اداروں مسجد، کلب اورادبی، ورزشی اور ثقافتی اداروں، سیاسی جماعتوں وغیرہ پر توجہ۔

فکر وعمل

اسلام میں خواتین کا حق وراثت اور دور حاضر کے مسلمانوں کا طرزِ عمل

ڈاکٹر تسکینہ فاضل ریڈر کشمیر یونیورسٹی، سری نگر

دین اسلام کی آفاقی حیثیت ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جو بلا لحاظ مذہب وملت، رنگ ونسل اور جغرافیائی حدود کے بنی نوع انسان کی خیر اور فلاح کی قائل ہے، ابتداء سے لیکر آج تک دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے مشرف باسلام ہونے کے پیچھے کیا راز ہے، اس پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے، ظہور اسلام سے پہلے انسان اور انسان کے مابین تفریق وامتیاز نے عالم ارضی پر بسنے والی بے چارے انسان کا جینا دوبھر کر رکھا تھا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین اور پسندیدہ شئے عورت، جو تخلیق کا سرچشمہ ہے، بری طرح ظلم واستبداد کی چکی میں پسی جارہی تھی، حالانکہ اسی مخلوق خدا کے وجود کی بدولت تصویر کائنات میں رنگ بھر دیا گیا ہے، مگر صد حیف! اسی مخلوق خدا اور کائنات کی تصویر میں رنگ بھرنے والی شئے کو ازل ہی سے مردود ومقہور قرار دیکر اس کے تئیں غلط فہمیاں عام کردی گئی ہیں، جب خشت اول ہی کج رکھی جائے تو ساری عمارت کی کجی کو کیونکر دور کیا جاسکتا ہے، ظہور اسلام سے پہلے عیسائیت نے ہبوط آدم کے قصے میں حوا علیہ السلام ہی کو آدم کے بہکانے کے لئے ذمہ دار ٹھہرایا ہے، حالانکہ حقیقت میں ایسا ہرگز نہیں، قرآن مقدس کی رو سے حوا اور آدم علیہما السلام دونوں کو شیطان نے بہکا کر اللہ کی عدول حکمی کی ترغیب دلائی تھی، قرآن میں حوا کے آدم کو بہکانے کا ذکر نہیں ملتا، اس طرح کی غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کو بنیاد بنا کر ازل سے عورت کی نسبت غلط تاثرات قائم کرنے کے لئے کیا کیا جتن نہیں کئے گئے ہیں، عرب میں دور جاہلیت کی بات کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ لڑکی کی پیدائش کو وبال جان سمجھ کر اسے زندہ درگور کرنے کی انسانیت کش، قبیح اور مکروہ رسم ورواج پاچکی تھی، اس کے برخلاف لڑکے کی پیدائش کو باعث خیر وسعادت اور وجہ اطمینان سمجھ کر شادیانے بجائے جاتے تھے، عورت ذات، جو تخلیق کا منبع ہے، اس کے تئیں یہ انسانیت سوز رویہ آخر کب تلک جاری رہتا، ظلم وجبر جب اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو اس کا خاتمہ بھی ہوتا ہے، چنانچہ سرچشمہ تخلیق اور نسل انسانی کی بقا کے لئے خالق ارض وسماوات کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، آپ نے لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی مکروہ اور قبیح رسم کی مذمت فرمائی اور اس بات کی تلقین کی کہ لڑکی بھی اسی طرح اللہ کی مخلوق ہے، جس طرح لڑکا اللہ کی مخلوق ہے، اس لئے کسی کو بھی اس کی جان لینے کا حق حاصل نہیں، کیونکہ جس مختار کل نے اسے پیدا کیا ہے، صرف وہی اسے مارنے کا حق بھی رکھتا ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ لڑکی کی پیدائش کو رزق کی افزائش کا وسیلہ قرار دیا گیا اور یہ بات اہل ایمان کے تجربے میں بھی آئی ہے، رفتہ رفتہ لڑکی کی نسبت اس منفی اور خلاف انسانیت طرز فکر وعمل میں تبدیلی آنے لگی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی انسانیت سوز رسم کا خاتمہ ہونے لگا؛ لیکن آج تک جب کہ چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور عورت تاریخ کے مختلف پر پیچ اور سنگین مراحل سے گزر کر طویل مسافت طے کر چکی ہے، عرب میں دور جاہلیت کے نمایاں اثرات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل کوششوں کی بدولت بتدریج زائل ہوتے رہے؛ لیکن پھر بھی اس کے کچھ نہ کچھ اثرات اپنی بھیانک صورت میں آج بھی پہلو بدل بدل کر کہیں نہ کہیں رونما ہوتے

رہتے ہیں، جن کے پیش نظر یہ مستقل خدشہ یقینی ہے کہ جب تک اللہ کی اس زمین پر عورت ذات باقی ہے، اس معصوم ومظلوم پر ہمیشہ چیرہ دستیوں کے سلسلہ دراز ہی ہوتے رہیں گے۔

آئے دن دنیا میں کسی نہ کسی مقام پر کسی نہ کسی شکل میں عورت کے تئیں ظلم وزیادتیوں کا سلسلہ جاری ہے، الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کی رو سے عورت ذات پر ہورہی چیرہ دستیوں اور مظالم کی دل دوز کہانیاں دہرائی جاتی ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ مرورایام کے ساتھ ساتھ انسان کے فکر وعمل میں کافی تبدیلی آچکی ہے، لیکن لڑکی اور لڑکے میں تفاوت کا عمل آج بھی مختلف صورتوں میں اہل نظر پر عیاں ہیں، اگر ہم لڑکی کے حق وراثت ہی کی بات کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے تصور مساوات کے اعتبار سے لڑکے اور لڑکی دونوں کو اپنے اپنے مساوی اور جائز حقوق سے نوازا گیا ہے، لڑکی کو اپنے والدین کی وراثت کا اسی طرح حقدار قرار دیا گیا ہے، جس طرح لڑکے کا اپنے والدین کی وراثت پر جائز حق ہے، اب فرق صرف اتنا ہی کہ لڑکے کے مقابلے میں لڑکی کو آدھے یا نصف حصہ کا حق دار قرار دیا گیا ہے، اس میں کارفرما اسلام کی حکمت کو کسی بھی صورت میں نظرانداز نہیں کرنا چاہئے، شادی کے بعد لڑکی اپنے والد کی وراثت کے علاوہ اپنے شوہر کی وراثت میں سے بھی اپنا جائز حصہ یا حق حاصل کرنے کی حقدار ہوتی ہے، نیز شادی کے وقت وہ جائز مہر کی بھی حق دار بنتی ہے، جو اس کے شوہر پر واجب ہوتا ہے، بیوی مہر حاصل کرنے کے بعد بھی گھر کے خرچ کی کفالت کے لئے ذمہ دار نہیں، اس کی تمام تر ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے، ان تمام معاملات میں یہ پہلو زیرنظر رکھنے کے قابل ہے کہ اسلام نوع انسان کی خیر اور فلاح کا جوئندہ ہے، جو تمام معاملات زندگی کو بطریق احسن انجام دینے کی ترغیب دیتا ہے، یہ اور بات ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کے معاملات میں قرآن کے احکامات اور اسلام کو بالائے طاق رکھ کر ان کی پابندی کرنے کے بجائے کسی دوسرے شیطانی نظام کی پابندی کو اپنا شعار زندگی بنالیا ہے، جس سے برآمد ہونے والے منفی، ضرررساں اور ہماری عاقبت کو خراب کرنے والے نتائج ہم پر بتدریج بخوبی آشکارہ ہورہے ہیں۔

درحقیقت مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبے پر منفی اور وقتی فائدہ حاصل کرنے والے اثرات اس قدر غالب آچکے ہیں کہ نہ صرف ہمارا تشخص ان کے زیراثر گم ہوکر رہ گیا، بلکہ ہماری عاقبت بھی مخدوش ہو رہی ہے، لڑکیوں کے تئیں ظلم واستبداد کے خلاف انسانی رویئے نے والدین کو اب اتنا مجبور کردیا ہے، وہ لڑکوں کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف بھی توجہ کررہے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ سماج میں پہلے غیرمحسوس طور پر پنپنے والی اور پھر کھلے عام ظاہر ہونے والی برائیوں کا بھی خاموشی کے ساتھ نظارہ کررہے ہیں، انہیں ہر وقت خدشہ لاحق رہتا ہے کہ وہ زندگی میں بالخصوص شادی کے بعد، جب اکثر وبیشتر حالات مخدوش حدتک نامساعد ہوجاتے ہیں، مصائب اور مشکلات کا مقابلہ کرنے کی اہل ہوسکیں گی یا نہیں! اس طرح لڑکیوں کی تعلیم وتربیت اور پھر ان کی شادی پر کثیر رقم صرف کی جاتی ہے، لڑکے کی زندگی کو خوب سے خوب تر بنانے کی خاطر والدین کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، لیکن کیا سبب ہے کہ اس کے باوجود لڑکے کا خوشی اور رضامندی کے ساتھ والدین کی جائیداد پر حق بنتا ہے، اور لڑکیاں تعلیم وتربیت پاکر اگر اپنے والدین کے سامنے اپنے جائز حق کی بات کریں، تو والدین برا مان جاتے ہیں، جہاں تک ہمارے آج کے ''ترقی پذیر'' معاشرے میں لڑکی کے حق وراثت کا تعلق ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اسلام میں اس کا کوئی وجود ہی نہ ہو، لڑکی کی تعلیم وتربیت اور اس کی شادی پر خرچ کی جانے والی رقم اس کے حق وراثت کا نعم البدل کبھی نہیں ہوسکتا۔

مسلم معاشرے میں کئی گھرانوں میں لڑکی کی شادی کے بعد اس کے سسرال والے، جن میں اس کا شوہر بھی شامل ہوتا ہے، اسے اپنے میکے سے حق وراثت طلب کرنے پر اصرار کرتے ہیں اور بعض اوقات یہ اصرار یا مطالبہ اس قدر سنگین صورت اختیار کرجاتا ہے کہ رشتے میں خلل پڑکر نوبت طلاق تک پہنچتی ہے، تعجب کی بات ہے کہ اچھی تعلیم حاصل کرکے اور خودکفیل ہوکر لڑکیاں اپنے حق وراثت سے محروم کردی

جاتی ہیں، اس افسوسناک اور تعجب انگیز صورت حال کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ لڑکی کو ہر اعتبار سے خود کفیل بنا کر بھی والدین کو ہمیشہ یہ دھڑ کا لگا رہتا ہے کہ کہیں کل سسرال میں کچھ ہو نہ جائے، تو نہ صرف والدین بلکہ لڑکیاں خود بھی اپنے میکے کو محفوظ گھر سمجھ لیتی ہیں، پھر یہ توقع مرور ایام کے ساتھ ساتھ کہاں تک پوری ہو پاتی ہے، اس کا بہتر فیصلہ تو وقت ہی کرتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا معاشرتی نظام کچھ اس طرح تشکیل پا چکا ہے کہ امیر اور غریب دونوں طبقات میں لڑکیوں کے حق وراثت نام کی چیز کو کوئی اہمیت ہی حاصل نہیں، مسلمان والدین اسلام اور قرآن کے احکامات کی بجا آوری کرنے میں لوگوں کی نگاہوں میں خود کو کنگال کہلائے جانے کا خدشہ محسوس کرتے ہیں، بیٹیوں کو حق وراثت دینے کی صورت میں انہیں یہ خطرہ رہتا ہے کہ جائیداد کا کچھ حصہ ان کے ہاتھ سے نکل جانے کی صورت میں وہ سماج میں حقارت کی نظروں سے دیکھے جائیں گے اور ان کی آن بان جاتی رہے گی؛ لیکن وہ اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اگر ہم زندگی کے تمام معالات میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں تو زندگی میں پیش آنے والے مصائب وآلام کا خود بخود سد باب ہو جائے گا، ہمارا غیر اسلامی طریقہ کار اللہ کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ ہے، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نافرمانی یا عدول حکمی سخت ناپسند ہے، عدول حکمی کرنے والے شیطان کے دوست ہیں اور اللہ کے دشمن اور ایسے لوگوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا اور وہ دین اور دنیا دونوں میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔

❁❁❁

محترم قارئین! آپ سبھی حضرات سے گزارش کی جاتی ہے کہ ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کی ایجنسی ہر شہر میں قائم کریں اور ''نقوش اسلام'' کے فروغ میں حصہ لیں، جو ایک دینی تحریک ہے، کم از کم دس رسالوں سے آپ ایجنسی قائم کر سکتے ہیں۔

نوٹ: دس ممبر بنانے پر ایک رسالہ مفت بھیجا جائے گا۔ (ادارہ)

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی

اهم تصانیف

۱- مختصر تجوید القرآن (بروایت حفص اردو)
۲- بچوں کی تمرین التجوید (تجوید کے قواعد، مشق اور طریقہ تدریس اردو)
۳- جیب کی تجوید (تجوید کے ضروری قواعد کا پاکٹ سائز مجموعہ)
۴- ریاض البیان فی تجوید القرآن (بروایت حفص عربی)
۵- رہنمائے سلوک وطریقت ۶- مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا
۷- الامامۃ فی الصلاۃ ومسائلہا واحکامہا ۸- التدخین بین الشرع والطب
۹- حیات عبدالرشید ۲۰۰ روپئے ۱۰- سیرت مولانا محمد یحیٰ کاندھلویؒ
۱۱- تذکرہ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ ۱۲- تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ
۱۳- تذکرہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
۱۴- تذکرہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ ۱۵- چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید
۱۶- مقالات ومشاہدات ۱۷- مکتوبات اکابر
۱۸- چندہ دینے، دلوانے اور لینے کے آداب واصول
۱۹- افکار دل (۳۰ تقریروں کا مجموعہ) ۲۰- مدارس کا نظام تحلیل وتجزیہ
۲۱- تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ
۲۲- سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳- لڑکیوں کی اصلاح وتربیت
۲۴- ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ
۲۵- میری والدہ مرحومہ (نقوش وتأثرات)
۲۶- قادیانیت نبوت محمدیؐ کے خلاف بغاوت
۲۷- تذکرہ حضرت حافظ عبدالرشید رائے پوری
۲۸- نقوش حیات حضرت مولانا عبدالرحیم متالا ۲۹- تصوف اور اکابر دیوبند
۳۰- امامت کے احکام ومسائل ۳۱- اللہ ورسول کی محبت
۳۲- فقہ حنفی کے مراجع اور ان کی خصوصیات ۳۳- عقائد اور ارکان اسلام
۳۴- ماں باپ اور اولاد کے حقوق ۳۵- میرے شیخ ومرشد مفکر اسلام
۳۶- القادیانیة ثورة علی النبوة المحمدیة ۳۷- سیرة النبی الأکرم
۳۸- درد دل ۳۹- ساز دل ۴۰- حیات شیخ الحدیث
۴۱- تذکرہ حضرت مفتی عبدالقیوم صاحب رائپوری ۴۲- بزرگان رائے پور
۴۳- Rules of Raising Funds ۴۴- Beliefs and Pillars of Islam
۴۵- The Laws Pertaining to Imamat
۴۶- The Rights of Perents and children
۴۷- Guidelines for Sulook and Tareeqat
۴۸- Tasawwuf and tha Elders of Deoband
۴۹- Life Sketch of Hadhrat Thanwi
۵۰- A Biogrophy of the Noblest Nabi
۵۱- My Sheikh and Spiritual Guide
۵۲- Importance of Hijab in Islam

ملنے کا پتہ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور (یوپی)

Mob: 09719831058 - 09719639955

مسلمانو! رمضان کے مہینے کی قدر کرلو!

حمیداللہ قاسمی کبیرنگری

رمضان المبارک کا مہینہ قمری مہینوں کے اعتبار سے نواں مہینہ ہے، جس میں روزہ رکھا جاتا ہے، اس مہینہ میں اللہ رب العزت کی جانب سے انسانوں پر بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے، احادیث مبارکہ میں رمضان کی بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، چنانچہ فرمایا گیا ہے: ''جو شخص دینی وشرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس ماہ مبارک کو گذارے گا، وہ یقیناً اجر عظیم کا مستحق ہوگا اور اللہ کی خاص رحمتیں اور برکتیں اس پر نازل ہوں گی''۔ (حدیث)

اس لیے ہمیں چاہئے کہ ہم روزہ کو اہتمام کے ساتھ رکھیں اور اس میں غفلت وسستی نہ برتے؛ کیونکہ رمضان المبارک کا مہینہ بہار کا مہینہ ہے، رمضان کا مہینہ صبر وشکر کا مہینہ ہے، رمضان کا مہینہ انعام واکرام کا مہینہ ہے، رمضان کا مہینہ تقوی اور تربیت نفس کا مہینہ ہے، یہ مہینہ تو گنہگاروں کے بخشش کا مہینہ ہے، بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لانے کا مہینہ ہے، بداعمالیوں اور معاصی سے محفوظ رہنے کا مہینہ ہے، اسی پر بس نہیں بلکہ رمضان کے مہینے کو اتفاق واتحاد کا مہینہ کہا گیا ہے، رمضان کے مہینے کو شرافت وانسانیت کا مہینہ کہا گیا ہے، رمضان کے مہینے کو غمگساری اور غم خواری کا مہینہ کہا گیا ہے، اس سے بڑھ کر کون سا مہینہ ہوسکتا ہے جس مہینہ کو اللہ تعالی نے اپنا مہینہ کہا ہے۔

رمضان المبارک کی بھی اپنی ایک حیثیت ہے، پورے سال کے مہینوں میں رحمت وبرکت کے اعتبار سے ''رمضان المبارک'' کو خاص امتیاز اور منفرد مقام حاصل ہے، اس مہینے کی رفعت اور قدر ومنزلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ رمضان کی پہلی رات آتے ہی شیطانوں اور سرکش جناتوں کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور جہنم کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک منادی آواز لگاتا ہے کہ اے خیر وبرکت کے طلب گاروں! آگے بڑھو، اور اے شر ومعصیت کے لٹیرو! دور بھاگو، اس مہینہ میں اللہ تبارک وتعالی محض اپنے فضل وکرم سے بہت سے جہنمیوں کو آزادی کا پروانہ عطا کرتے ہیں۔

رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن پاک جیسی مقدس کتاب نازل کی گئی، جو انسانوں کے لیے ذریعہ ہدایت اور سرچشمہ حیات ہے، یوں سمجھ لیجئے کہ رمضان اور قرآن ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہیں، قرآن کا رمضان سے اور رمضان کا قرآن سے انتہائی گہرا تعلق ہے، جب بندۂ مومن روزہ رکھتا ہے، دن میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے، راتوں میں تراویح کا اہتمام کرتا ہے اور مالک حقیقی کے دربار میں سجدہ ریز ہوتا ہے، تو اللہ تعالی کو اپنے بندے کی یہ ادا بہت پسند آتی ہے، اس درجہ اطاعت شعاری پر اللہ پاک فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں اور اس وفا شعار بندے پر رحمت خداوندی متوجہ ہوجاتی ہے۔

اس سے بڑھ کر کون سا مہینہ ہوسکتا ہے کہ جس مہینے میں تمام آسمانی کتابوں کا نزول ہوا، یہی وہ مہینہ ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت ملی، حضرت عیسی علیہ السلام کو انجیل ملی، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ملی اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن جیسی قیمتی اور لازوال کتاب اسی مہینہ میں ملی، جس کی بدولت آج ضلالت و جہالت اور بدعات وخرافات میں ڈوبی ہوئی بشریت کو نور اور روشنی ملی، گم گشتہ راہ انسانوں کو ہدایت ملی، ایمان واسلام کو تازگی ملی، شیدائیان رسالت کو تقویت ملی، کفار ومشرکین کو محرومی ملی۔

مسلمانوں کیلئے سال بھر میں سب سے زیادہ متبرک مہینہ رمضان ہی کا مہینہ ہے، اس لیے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اس ماہ مبارک میں روزے کا اہتمام کریں اور اس مہینے کی دل وجان سے قدر کریں، ساتھ ہی ساتھ گناہوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں، کسی کا دل نہ دکھائیں، کسی کے ساتھ وعدہ خلافی نہ کریں، کسی کو بری بات نہ کہیں، گالی گلوچ نہ کریں اور جن جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہیں، روزہ دار کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ غیبت، حسد، غصہ اور طمع ہر قسم کی اخلاقی گندگی سے اپنے کو پاک رکھے، غصہ اور اشتعال کے موقع پر بھی صبر وضبط سے کام لے اور بد گوئی وسخت کلامی کے مقابلہ میں نرمی وفروتنی اختیار کرے، کیونکہ روزہ جسم وروح، دونوں کا قدرتی مصلح اور صحت بدنی اور صحت اخلاقی دونوں کا ضامن ہے، ہم نے اپنی شامت وبدبختی سے اس کی یہ دونوں خوبیاں زائل وبرباد کردی ہیں، اوّل تو ایک بڑی آبادی سرے سے روزہ رکھتی ہی نہیں، پھر جو روزہ دار ہوتے ہیں وہ دن میں ہر قسم کی بدمزاجی اور چڑچڑاہٹ کو روزہ کے عذر پر اپنے لیے جائز سمجھتے ہیں اور افطار کے وقت سے لے کر سحری تک کھانے پینے کی ہر بے اعتدالی روا رکھتے ہیں، اس کا نام روزہ نہیں ہے۔

رمضان المبارک میں روزہ رکھنے میں تکلیف گوارہ کرنی پڑتی ہے، بہت سی احتیاطیں برتنی پڑتی ہیں؛ لیکن اگر یہی روزہ ماحول کے دباؤ سے، یا لوگوں کی تعریف کے خیال سے، یا عادۃً محض اس لیے کہ ہر مرتبہ رمضان میں روزے رکھتے ہی ہیں، اب کے روزے کیوں چھوڑے جائیں، تو ایسے روزے میں وہ اجر وثواب نہیں ہے، جس کا حدیث میں وعدہ آیا ہے کہ: ''جو شخص رمضان کے روزے رکھے گا، اللہ کے وعدوں پر یقین جماتے ہوئے اور اس کے اجر وثواب کی لالچ میں تو اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہوجائیں گے''۔

رمضان کی فضلیت وبرتری کے بارے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ ''رمضان گناہوں سے پاک ہونے کا مہینہ ہے، اہل وفا کا مہینہ ہے اور ان کا مہینہ ہے جو اللہ کا ذکر کرنے والے اور صبر کرنے والے ہیں، اگر یہ مہینہ تیرے دل کی درستگی نہ کرے گا، گناہوں سے نہ بچائے گا، تو پھر کونسی چیز ان چیزوں سے تجھے بچائے گی، اس مہینہ میں تو مومنوں کے دل معرفت وایمان کے نور سے منور ہوجاتے ہیں''۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس مہینہ میں کسی آدمی کو اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے، تو پورے سال یہ توفیق اس کے شامل حال رہے گی اور اگر یہ مہینہ بے دلی، بے فکری، تردد وانتشار کے ساتھ گذرے گا، تو پورا سال اسی حال میں گذرنے کا اندیشہ ہے؛ کیونکہ اس مہینہ کا تو ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ اہل تقوی کی لگام، مجاہدین کی ڈھال اور ابرار مقربین کی ریاضت ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاق الٰہیہ میں سے ایک اخلاق کو تو اپنے اندر پیدا کرلے، جس کو صمدیت کہتے ہیں، وہ یہ ہے کہ امکانی حد فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہوجائے، جب یہ اپنی خواہشات پر غالب آجاتا ہے، تو اعلیٰ علّیین اور فرشتوں کے آفاق تک پہنچ جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ بھوک، پیاس، ترک جماع، ترک مباشرت، زبان، قلب اور دیگر اعضائے جسم کو قابو میں رکھنے کا مہینہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ امت محمدیہ کی پانچ خصوصیتیں ایسی ہیں جو کسی امتی کی نہیں تھی، پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ اللہ تعالی روزے داروں کے منہ کی بدبو کو مشک سے زیادہ پسند فرماتے ہیں، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ روزے داروں کے لیے دریا کی مچھلیاں بھی دعائے استغفار کرتی ہیں، تیسری خصوصیت یہ ہے کہ رمضان کے واسطے جنت کو شروع سال سے سجایا جاتا ہے، چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ سرکش شیاطین کو مقید کرکے دریا میں ڈال دیا جاتا ہے، پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان کی آخری رات میں لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ ❁

دعوت اصلاح

دین خیرخواہی کا نام ہے

محمد مسعود عزیزی ندوی

یہ مضمون دراصل راقم کا ایک بیان ہے، جو ۳۰/جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعہ مرکز کی جامع مسجد میں نمازیوں کے سامنے ہوا، اس کی افادیت کے پیش نظر قارئین کی نذر کیا جارہا ہے۔

خیر خواهی دین کا ایک حصه هے:

دینی بھائیو! ہم آپس میں ایک دوسرے کے متعلق جب کوئی بات کرتے ہیں یا کسی کے ساتھ کاروبار کرنا چاہتے ہیں یا کسی کے یہاں شادی بیاہ کرنا چاہتے ہیں، تو جیسا آدمی خود ہوتا ہے، ایسا ہی آدمی تلاش کرتا ہے، اگر وہ آدمی دیندار ہے تو چاہتا ہے کہ دیندار کے یہاں شادی ہو، ڈاکٹر یا انجینئر ہے تو چاہتا ہے کہ اچھے پڑھے لکھے کے یہاں تعلق اور رشتہ ہو، جو جس لائن کا ہوتا ہے، وہ اسی لائن کی بات کرتا ہے، ہم لوگوں میں جو دیندار ہوتے ہیں وہ دیندار کی بات کرتے ہیں؛ لیکن ہم لوگ دیندار اس کو سمجھتے ہے جو پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہے، کرتا پائجامہ پہنتا ہے، ڈاڑھی بھی رکھتا ہے اور کسی کو گالی نہیں دیتا، برا بھلا نہیں کہتا، یہ سب باتیں اچھی ہیں اور یہ بھی دین کا ہی حصہ ہیں؛ مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث کے اندر ارشاد فرمایا: "الدین النصیحة، قیل، لمن یارسول اللّٰہ! قال: للّٰہ ولکتابه ولرسوله ولائمة المسلمین وعامتھم" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے، خیر خواہی ہے ایک دوسرے کیلئے بھلا چاہنا، ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنا، اس کے بارے میں اچھا خیال رکھنا، یہ خیر خواہی ہے، تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ خیر خواہی کس کیلئے ہونی چاہئے، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پورا نظام بتلادیا کہ خیر خواہی کن کن کے ساتھ ہو۔

اللّٰہ تعالی کے ساتھ خیر خواهی کا مطلب:

"وللّٰہ" اللہ کے ساتھ خیر خواہی ہونی چاہئے، اللہ کے ساتھ خیر خواہی کیا ہے، اللہ کیلئے خیر خواہ ہونا، یہ کیسے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نماز بھی پڑھتا ہو، روزے بھی رکھتا ہو، حج بھی کرتا ہو، زکوۃ بھی ادا کرتا ہو، کسی کو برا بھلا نہ کہتا ہو، یہ سب اللہ کے ساتھ خیر خواہی ہے، اللہ کے جو حقوق ہیں، اللہ کے جو فرائض ہیں، وہ بھی پورے کرتا ہو، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھتا ہو، اس کی ذات وصفات میں اس کو اکیلا اور تنہا سمجھتا ہو، یہ بھی اللہ کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہے، تو دین خیر خواہی کا نام ہے، ایک تو ذہن میں بیٹھائیں کہ ہم لوگ دیندار کس کو سمجھتے ہیں، خیر خواہ کس کو سمجھتے ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خیر خواہ کس کو سمجھتے ہیں، جو اللہ کے ساتھ خیر خواہی کرتا ہو، جو اللہ کے حقوق کو ادا کرتا ہو اور اللہ نے جو جو باتیں بتلائیں ہیں ان کو مانتا ہو، اللہ چاہی کرتا ہو، اپنی چاہی نہ کرتا ہو، ایسا کرنیوالے اللہ کے ساتھ خیر خواہی کرنے والے ہیں۔

اللّٰہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواهی کا مطلب:

"ولکتابه" ایسے ہی اللہ کی جو کتاب قرآن کریم ہے، اس کے ساتھ خیر خواہی کرتا ہو، اللہ نے قرآن میں جو احکام بیان کئے ہیں، جو حقوق بیان کئے ہیں، ان کو وہ تسلیم کرتا ہو، ان کو وہ مانتا ہو، ان پر عمل کرتا ہو، ان کے مطابق زندگی گزارتا ہو تو یہ اللہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی ہے، اللہ کی کتاب کو پڑھتا بھی ہو، اس کی تلاوت بھی کرتا ہو، تلاوت میں تجوید کی رعایت کرتا ہوں، اس کے اندر جو احکام، جو فرائض اور جو ہدایات ہیں ان پر عمل کرتا ہو اور عمل کرنے کی کوشش کرتا ہو، یہ اللہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی ہے، اللہ کی کتاب قرآن کو سمجھتا بھی ہو، یا سمجھنے کی کوشش کرتا ہو، اس کے الفاظ ومعانی پر غور کرتا ہوں،

اس کا ادب واحترام کرتا ہو، بے وضو اس کو نہ چھوتا ہو، جہاں پر مدرسہ میں، مکتب میں، مسجد میں اس کی تعلیم ہوتی ہو وہاں کا پاس ولحاظ رکھتا ہو، جس رحل یا جزدان میں رکھا جاتا ہو، اس کا بھی احترام کرتا ہو، اس کی تعلیم وتبلیغ اور اس کی نشرواشاعت کی کوشش کرتا ہو، یہ اللہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب:

"ولرسوله" اور اللہ کے رسول کے ساتھ بھی خیر خواہی کرنی چاہئے، وہ کیسے؟ "مااتاکم الرسول فخذوه ومانهاکم عنه فانتهوا" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کے کرنا کا حکم دیا ہے ان کو لے لو اور جن چیزوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے، ان سے رک جاؤ، یہ اللہ کے رسول کے ساتھ خیر خواہی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باتیں بتلائیں، جو پیغامات اور جو تعلیمات دی ہیں، ان پر عمل کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور احادیث کو سمجھنے اور ان پر عمل کرے، یہ اللہ کے رسول کے ساتھ خیر خواہی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری پیغمبر سمجھے کہ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ کی شریعت پر چلے بغیر نجات نہیں ہوگی، یہ عقیدہ رکھنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیر خواہی ہے۔

حکمرانوں کے ساتھ خیرخواہی کا مطلب:

"ولأئمة المسلمين" مسلمانوں کے حکمرانوں کے ساتھ بھی خیر خواہی کرنی چاہئے، خواہ دینی حکمراں ہوں یا سیاسی، دینی حکمراں سے مراد علماء، صلحاء، فضلا، اہل اللہ اور ائمہ حضرات ہیں، یہ سب دینی حکمراں ہیں، اور سیاسی حکمراں اگر بادشاہت ہے یا اسلامی حکومت ہے، اسلامی حکومت میں جو امیر المومنین ہو، اسلامی حکومت کے اندر جو مسلمان حکمراں ہوں، مسلمان عہدہ دار ہوں، ان کی بات ماننا، ان کی اطاعت کرنا حکمراں کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہے، یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارے یہاں اسلامی حکومت نہیں ہے اور حکمراں غیر ہیں، تو ان کے بھی ساتھ خیر خواہی کرنا چاہئے، اگر چہ وہ سیاسی جمہوری اور غیر ایمان والوں کی حکومت ہے، مگر ہم لوگ ان کے ساتھ بھی خیر خواہی کریں، ان کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ جو ہمارے ملک کے اصول ہیں، ہمارے ملک کے جو قانون ہیں ان کی خلاف ورزی نہ کریں، یہ حکومت کے ساتھ خیر خواہی ہے، ایسے ہی وہ چیزیں جو شرعاً جائز ہیں؛ لیکن حکومت نے بعض چیزوں سے منع کیا ہے ان کو نہ کریں، مثلاً گائے کاٹنا شرعاً جائز ہے، اس کی قربانی بھی جائز، مگر چونکہ ہمارے یہاں حکومت کا یہ قانون ہے کہ اس کو نہ کاٹا جائے، جبکہ ہمارے پاس اس کا بدل موجود ہے، تو اگر کاٹیں گے تو یہ حکومت کے ساتھ خیر خواہی نہیں ہے، حکومت کے ساتھ غداری ہے، اس لئے کہ یہ حکومت کا قانون ہے، اس طرح کی اور بہت سی باتیں ہیں، تو حکومت کے ساتھ خیر خواہی کرنا یہ بھی دینداری ہے، یہ دینداری نہیں ہے کہ حکومت نے کسی چیز سے منع کیا ہو اور پھر ہم اس کو کریں، تو یہ حکومت کے ساتھ خیر خواہی نہیں ہے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ خیر خواہی ہونی چاہئے۔

عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب:

"وعامتهم" اور عام لوگوں کے ساتھ، عام مسلمانوں کے ساتھ بھی خیر خواہی ہونی چاہئے، عام لوگوں کے حقوق کیا ہیں؟ ہمارے معاشرے میں آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کیا ہیں؟ تو ان کا بھی پاس ولحاظ ہونا چاہئے اور معاشرے میں سے برائی کو بھی روکنا چاہئے:

"من رای منکم منکراً فلیغیر بیده، فان لم یستطیع فبلسانه، فان لم یستطیع فبقلبه" کہ جب تم میں سے کوئی کسی کو برائی کرتا دیکھے تو اس کو روک دے، اگر ہاتھ سے طاقت رکھتا ہو، ڈنڈا مار کر، چھڑی مار کر روک سکتا ہو تو ہاتھ سے روکے اور اگر اتنی طاقت نہیں ہے، وہ غالب آجائے گا اور تم پر ظلم کرے گا، تو پھر اپنی زبان سے روک دے؛ لیکن اگر معلوم ہو کہ زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہیں ہے، اگر آپ نے زبان سے روکا تو وہ چڑھ جائے گا، آپ پر ظلم کردے گا، تو "فبقلبه" اپنے دل سے تو اس کو برا مان ہی سکتے ہیں، "وذلك اضعف الايمان" اور یہ ایمان کا ادنی درجہ ہے، یہ عام لوگوں کے ساتھ خیر خواہی ہے، اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "انصر اخاك ظالما او مظلوماً" اپنے بھائی کی مدد کرو، چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جو مظلوم ہے جس پر ظلم کیا جارہا ہے، اس کی مدد کی جائے، یہ تو بات سمجھ میں آتی ہے، لیکن ظالم کی کیسے مدد کی جائے، جو خود ظلم کررہا ہو اس کی کیسے مدد کی جائے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روک دو، اگر وہ کسی پر ظلم کررہا ہے، مظلوم کی بھی مدد کرنی ہے، مظلوم کی مدد تو سب کی سمجھ میں آتی ہے؛ لیکن ظالم کی مدد یہ ہے کہ ظلم سے اس کو روک دو، یہ اس کے ساتھ خیر خواہی ہے، تو اصل دینداری جو ہے وہ خیر خواہی ہے، کوئی آدمی شرک کررہا ہے تو شرک کی قباحت بیان کرکے اس کو توحید کی دعوت دو، جہنم کے راستے سے اس کو بچا کر جنت کے راستے کی دعوت دو، یہ اس کے ساتھ خیر خواہی ہے۔

دین خیرخواهی کا نام هے:

ہم لوگ نمازیں پڑھیں، روزہ رکھیں، زکوۃ دیں، حج کریں؛ لیکن دوسرے مسلمانوں کے ساتھ یا دوسرے لوگوں کے ساتھ خیر خواہی نہ کریں، تو ہم دیندار نہیں، ہم اللہ کے حقوق بھی ادا کررہے ہیں، اللہ کے ساتھ خیر خواہی کررہے ہیں، رسول کے ساتھ بھی خیر خواہی کررہے ہیں، قرآن کریم کے ساتھ بھی خیر خواہی کررہے ہیں؛ لیکن اپنے حکمرانوں یا اپنے عام مسلمان بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی نہیں کررہے ہیں، تو ہم دیندار نہیں "الدین النصیحة" دین خیر خواہی کا نام ہے، تو دینداری خیر خواہی کا نام ہے، چاہے معاشرہ میں ہم لوگ کاروبار کررہے ہوں، تو کاروبار میں بھی ایک دوسرے کا پاس ولحاظ کریں، کھیتی کررہے ہوں، تو کھیتی میں بھی ایک دوسرے کا خیال کریں، بزنس کررہے ہوں، تو اس میں بھی ایک دوسرے کا خیال کریں، ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانے اور ایک دوسرے کے حق کی اور ایک دوسرے کے بارے میں اچھی سوچ کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کریں اور یہ جذبہ پیدا کریں کہ ہماری طرف سے کسی کو تکلیف نہ ہو، ہماری طرف سے کسی کو پریشانی نہ ہو۔

اپنے لئے جو پسند کرو وهی دوسرے کیلئے بهی پسند کرو:

ہم جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں، وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کریں، اسی لئے ایک حدیث کے اندر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "لایومن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ" تم میں سے ہرگز ہرگز کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہ ہی چیز پسند نہ کرے جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے، مثال کے طور پر آپ کے یہاں گھر میں سالن خراب ہوگیا یا اس کے اندر کیڑے ہوگئے، اب آپ تو اس کو کھانا نہیں چاہ رہے ہیں، مگر کوئی فقیر آجائے، اگر آپ اس کو دیدیتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ وہ فقیر مسلمان ہے یا کوئی بھی ہے، جب آپ نے اس کو اپنے لئے پسند نہیں کیا تو فقیر کے لئے کیوں پسند کررہے ہو "مری مرغی خواجہ جی کے نام" یہ کیسے؟ اچھی چیز دو، چاہے تھوڑی دو، یہ نہیں کہ آپ کے دل کو تو لگ نہیں رہی اور آپ دوسرے کو دیدو، انصاف کی بات تو یہ ہے کہ آپ اپنے لئے جو پسند کرو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو، یہ نہیں کہ جو خراب چیز ہے، گھٹیا چیز ہے، وہ دوسرے کو دیدو، وہ تو لے لےگا، بیچارہ مجبوری میں لے لےگا؛ لیکن اگر کوئی آپ کو دے تو کیا آپ پسند کریں گے، ہرگز پسند نہیں کریں گے، ایسے ہی دوسروں کی طرف بدنگاہی کرنا، برائی سے دیکھنا، یہ بھی صحیح نہیں ہے، ہم یہ خیال کریں کہ وہ بھی ہماری ماں یا بہن ہے، یہ خیال کریں گے تو فوراً گناہ سے رک جائیں گے، تو یہ خیر خواہی ہے، اس کے ساتھ زندگی کے ہر شعبہ میں خیر خواہی کو ملحوظ رکھنا ہے، پھر ہم دیندار بن جائیں گے جب ہماری زندگی کے اندر اللہ کیلئے بھی، اللہ کے رسول کیلئے بھی، اللہ کی کتاب کے لئے بھی اور اپنے حکمرانوں کے لئے بھی، اپنے ائمہ کیلئے، علماء، فضلاء بزرگوں اور صلحاء کے لئے بھی اور اپنے عام مسلمان بھائیوں کے سلسلہ میں بھی، خیر خواہی ہوجائیگی، تو سمجھئے کہ ہم دیندار ہوجائیں گے، اور اس سے پہلے اگر کہیں بھی کسی لائن میں کمی ہے تو صحیح دیندار نہیں، اللہ تعالی ہم سب کو سچا پکا دیندار بنائے۔

غور وفکر

رمضان کا قرآن سے گہرا تعلق ہے

مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی، سنبھلی

قرآن کریم کو رمضان المبارک سے خاص تعلق اور گہری خصوصیت حاصل ہے، چنانچہ رمضان المبارک میں اس کا نازل ہونا، حضور اکرمؐ کا رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کا شغل نسبتاً زیادہ رکھنا، حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رمضان المبارک میں نبی اکرمؐ کو قرآن کریم کا دور کرانا، تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کرنا، صحابۂ کرام اور بزرگان دین کا رمضان میں تلاوت کا خاص اہتمام کرنا، یہ سب امور اس خصوصیت کو ظاہر کرتے ہیں، لہٰذا اس ماہ میں کثرت سے تلاوت قرآن میں مشغول رہنا چاہئے، ماہ رمضان کا قرآن کریم سے خاص تعلق ہونے کی سب سے بڑی دلیل قرآن کریم کا ماہ رمضان میں نازل ہونا ہے، اس مبارک ماہ کی ایک بابرکت رات میں اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے سماء دنیا پر قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کے بعد حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا اور تقریباً ۲۳؍سال کے عرصہ میں قرآن مکمل نازل ہوا، قرآن کریم کے علاوہ تمام صحیفے بھی رمضان میں نازل ہوئے، نزول قرآن اور دیگر مقدس کتب وصحائف کے نزول میں فرق یہ ہے کہ دیگر کتابیں جس رسول ونبی پر نازل ہوئیں، ایک ساتھ ایک ہی مرتبہ میں، جبکہ قرآن کریم لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر رمضان کی مبارک رات یعنی ’’لیلۃ القدر‘‘ میں ایک بار نازل ہوا اور پھر تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت نازل ہوتا رہا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’بے شک ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں اتارا ہے، یعنی قرآن شریف کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اس رات میں اتارا ہے‘‘ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیسی بڑی چیز ہے، یعنی اس رات کی بڑائی اور فضیلت کا آپ کو علم بھی ہے، کتنی خوبیاں اور کس قدر فضائل اس میں ہیں، اس کے بعد چند فضائل کا ذکر فرماتے ہیں، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، یعنی ہزار مہینوں تک عبادت کرنے کا جتنا ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر کی عبادت کا ہے اور کتنا زیادہ ہے؟ یہ اللہ ہی کو معلوم ہے، اس رات میں فرشتے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لیکر زمین کی طرف اترتے ہیں، اور یہ خیر وبرکت فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

سورۃ العلق کی ابتدائی چند آیات: ’’اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَق‘‘ سے قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا، اس کے بعد آنے والی سورۃ القدر میں بیان کیا کہ قرآن کریم رمضان کی بابرکت رات میں اترا ہے، جیسا کہ سورۃ الدخان کی آیت: ’’اِنَّـآ اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ‘‘ ہم نے اس کتاب کو ایک مبارک رات میں اتارا ہے اور سورۃ البقرہ کی آیت: ’’شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فیه القرآن ‘‘ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا میں یہ مضمون صراحت کے ساتھ موجود ہے، غرض قرآن وحدیث میں واضح دلائل ہونے کی وجہ سے امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قرآن کریم لوح محفوظ سے سماء دنیا پر رمضان کی مبارک رات میں ہی نازل ہوا، اس طرح رمضان اور قرآن کریم کا خاص تعلق روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے۔

رمضان المبارک کا قرآن کریم کے ساتھ خاص تعلق کا مظہر نماز تراویح بھی ہے، احادیث میں وارد ہے کہ ہر سال ماہ رمضان میں آپؐ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کے نازل شدہ حصوں کا دور کرتے تھے، جس سال آپ کا انتقال ہوا اس سال آپ نے دوبار قرآن کریم کا دور فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

نماز تراویح آپؐ نے شروع فرمائی اور مسجد میں باجماعت اس کو ادا بھی فرمایا لیکن اس خیال سے اس کو ترک کردیا کہ کہیں امت پر واجب

نہ ہوجائے اور پھر امت کے لئے اس کو ادا کرنے میں مشقت ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی ایک رات مسجد میں نماز تراویح پڑھی، لوگوں نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر دوسری رات کی نماز میں شرکاء زیادہ ہوگئے، تیسری یا چوتھی رات آپؐ نماز تراویح کے لئے مسجد میں تشریف نہ لائے اور صبح کو فرمایا کہ میں نے تمہارا شوق دیکھ لیا اور میں اس ڈر سے نہیں آیا کہ کہیں یہ نماز تم پر رمضان میں فرض نہ کردی جائے۔(مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کی ترغیب تو دیتے تھے؛ لیکن وجوب کا حکم نہیں دیتے تھے، آپؐ فرماتے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھے اور وہ ایمان کے دوسرے تقاضوں کو بھی پورا کرے اور ثواب کی نیت سے یہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ معاف فرمادیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہی عمل رہا، دورِ صدیقی اور ابتداء عہد فاروقی میں بھی یہی عمل رہا۔(مسلم شریف)

صحیح مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں نماز تراویح جماعت سے پڑھنے کا کوئی اہتمام نہیں تھا، صرف ترغیب دی جاتی تھی اور انفرادی طور پر نماز تراویح پڑھی جاتی تھی، البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یقیناً تبدیلی ہوئی، اس تبدیلی کی وضاحت محدثین، فقہاء اور علماء کرام نے فرمائی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عشاء کے فرائض کے بعد وتروں سے پہلے پورے رمضان باجماعت نماز تراویح شروع ہوئی، نیز قرآن کریم ختم کرنے اور رمضان میں وتر باجماعت پڑھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین رمضان المبارک میں قرآن کریم کیساتھ خصوصی شغف رکھتے تھے، بعض اسلاف واکابرین کے متعلق کتابوں میں تحریر ہے کہ وہ رمضان المبارک میں دیگر مصروفیات چھوڑ کر صرف اور صرف تلاوت قرآن میں دن ورات کا وافر حصہ صرف کرتے تھے، امام مالکؒ جنہوں نے حدیث کی مشہور کتاب موطا مالک تحریر فرمائی ہے، جو مشہور فقیہ ہونے کے ساتھ ایک بڑے محدث بھی ہیں؛ لیکن رمضان شروع ہونے پر حدیث پڑھنے پڑھانے کے سلسلہ کو بند کرکے دن ورات کا اکثر حصہ تلاوت قرآن میں لگاتے تھے، اسلاف سے منقول ہے کہ وہ ماہ رمضان اور خاص کر آخری عشرہ میں تین دن یا ایک دن میں قرآن کریم مکمل فرماتے تھے، رمضان کے مبارک مہینہ میں ختم قرآن کریم کے اتنے واقعات کتابوں میں مذکور ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا ہے، لہٰذا اس مبارک مہینہ میں زیادہ سے زیادہ اپنا وقت قرآن کریم کی تلاوت میں لگائیں، نماز تراویح کے پڑھنے کا اہتمام کریں اور اگر تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کیا جائے تو بہت بہتر وافضل ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ ہر سال ماہ رمضان میں آپؐ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کے نازل شدہ حصوں کا دور کرتے تھے، جس سال آپؐ کا انتقال ہوا اس سال آپؐ نے دوبار قرآن کریم کا دور فرمایا، اس لئے رمضان کے بعد بھی تلاوت قرآن کا روزانہ اہتمام کریں، نیز علماء کرام کی سرپرستی میں قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں، قرآن کریم میں وارد احکام ومسائل کو سمجھ کر اُن پر عمل کریں اور دوسروں تک پہنچائیں، اگر ہم قرآن کریم کے معنی ومفہوم نہیں سمجھ پا رہے ہیں تب بھی ہمیں تلاوت کرنا چاہئے کیونکہ قرآن کی تلاوت بھی مطلوب ہے، حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک حرف قرآن کریم کا پڑھے اس کیلئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ "الٓمٓ" ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف۔(ترمذی شریف)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو روزہ اور تلاوت قرآن کی برکت سے تقویٰ والی زندگی گزارنیوالا بنائے اور ہمیں دونوں جہاں میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔آمین۔

نقوش و تأثرات

حضرت مولانا واضح رشید حسنی ندویؒ علماء وادباء کی نظر میں

مولانا مرغوب الرحمٰن مظاہری سہارنپوری

۹/جمادی الاولیٰ کا سورج طلوع ہو رہا تھا تو اس کے ساتھ ایک خبر بھی طلوع ہوئی کی کہ عالم اسلام کے مشہور ومقبول عالم دین، خاندانِ حسنی اور خانوادۂ علم اللّٰہی کے روشن چراغ، قد آور صحافی، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیم، صحیفہ ''الرائد'' کے رئیس التحریر، مجلّہ ''البعث الاسلامی'' کے شریک ادارت، عالمی رابطہ ادب اسلامی کے جنرل سکریٹری، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کے جنرل سکریٹری ''کلیة اللغة العربية وآدابها'' کے سابق عمید، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن اساسی، دارعرفات رائے بریلی کے نائب صدر، مدرسہ فلاح المسلمین رائے بریلی کے ناظم، تحریک پیام انسانیت کے مشیر ورفیق، متعدد مدارس ومکاتب کے ناظم وسرپرست، درجنوں عربی واردو کتابوں کے مصنف، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے قابل وفاضل بھانجے اور ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم العالیہ کے برادر صغیر، نجیب الطرفین حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی زندگی کا سورج غروب ہوگیا۔

اس خبر کو پڑھ کر یقین نہیں ہو رہا تھا؛ لیکن قرآنی آیت ''كل نفس ذائقة الموت'' (سورۂ آل عمران: ۱۸۵) اور تصدیق ہو جانے کے بعد یقین کرنا پڑا، حضرت مولانا نوراللہ مرقدہ وبرداللہ مضجعہ چونکہ مختلف میدانوں اور اداروں سے منسلک تھے، لہٰذا آپ کے انتقال پر مختلف شعبوں سے جڑے ہوئے مختلف احباب نے اپنی اپنی عقیدتوں کے نذرانے پیش کئے، مشت نمونہ از خروارے کے طور چند عقیدتوں کے خراج قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ تحریر فرماتے ہیں: ''ندوہ اپنے ایک علمی اور تعلیمی محسن سے محروم ہوگیا، وہ دنیا سے تو چلے گئے؛ لیکن جریدۂ عالم پر اپنے نقوش ثبت کر گئے، جن پر ان کی تصنیفات گواہ ہیں، ان پر افراد سازی کی فکر غالب تھی، وہ کم گو تھے؛ لیکن ان کی گفتگو میں بڑی معنویت ہوتی تھی، حالات حاضرہ پر ان کے مضامین بڑے تجزیاتی اور مدلل ہوتے تھے، وہ اعلیٰ علمی ذوق کے حامل، یکسوئی کے عادی، انفرادیت پسند اور گوشہ گیر اور بے لوث تھے۔

مفتی ابوالقاسم نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند رقم طراز ہیں: ''مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی ندوۃ العلماء کے اہم اساتذہ میں سے ایک تھے، جن کے علم سے دنیا مستفیض ہو رہی تھی، ان کے انتقال سے علم وادب کی دنیا میں ایک بڑا خلا پیدا ہوا ہے''۔

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ فرماتے ہیں: ''ادیب لبیب اور صدیق حمیم حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندویؒ کے علمی کمالات اور دور بینی، عربی زبان پر غیر معمولی قدرت، حالات کا تجزیہ کرنے کی بے پناہ صلاحیت اور ذہنی بلندی کا ایسا تجربہ ہوا کہ پھر ان میدانوں میں ان کا کوئی ہمسر نہیں معلوم ہوا، اور ان سب خوبیوں کے ساتھ ان کی اخلاقی رفعت، ایثار پسندی، سادگی اور بے نفسی ہمیشہ قابل رشک بنی رہی، زندگی بھر تو وہ قابل رشک رہے ہی، موت بھی ایسی آئی''۔

امیر شریعت مولانا ولی رحمانی جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ آپ کے بارے میں رقمطراز ہیں: ''مولانا ایک ممتاز عالم دین، خدمت گذار انسان تھے، وہ ہندوستان میں عربی کے سب سے بڑے ماہر تھے، لغت اور عربی کی باریکیوں پر اچھی نگاہ تھی، ان کا اندازِ تحریر بہت ہی نفیس اور دل پر اثر کرنے والا تھا، خاموش طبیعت کے

مالک تھےلیکن ہر چیز پران کی اچھی نگاہ رہتی تھی،خصوصاعالم عرب کے بدلتے حالات پران کی گہری نظر تھی۔

مولانا سید محمد شاہدامین عام مظاہر علوم سہارنپور مولاناواضح صاحب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:''حضرت مولانا سے اردوصحافت،ادب عربی اور تحقیقی وعلمی دنیا سوگوار ہوگئی ہے، وہ سنجیدہ مسائل پر لکھتے اور شائع ہوتے تھے،ان کے مضامین سنجیدہ حلقوں میں پڑھے جاتے تھے،اور انتہائی متین اور سنجیدہ شخصیت تھے، وہ ایک کامیاب مصنف اور محقق تھے،ان کی کتابیں علمی حلقوں میں مقبول ہیں''۔

مولانا سید سلمان حسینی ندوی ناظم جامعہ سید احمد شہید کٹولی،لکھنوتحریر فرماتے ہیں:''عالمی شخصیت کے انتقال سے ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے،جس کا پر ہونا ناممکن ہے،مولانا ایک مفکر،داعی،عربی زبان کے مایہ ناز ادیب، بے باک اور باکمال صحافی تھے، عالم اسلام اور دنیا کے حالات پر گہری نظر تھی،استغناء،بےنفسی اور بے غرضی تو آپ کی فطرت وطبیعت کا حصہ تھے''۔

مولانا محمد سفیان قاسمی مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند مولانا کے بارے میں لکھتے ہیں:''حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی عالم اسلام کے تمام ہی طبقات میں ہردل عزیز ومقتدراور اپنے بلند اخلاق وکرداراور علم وعمل کی بناپرنہایت ہی قدآوراور نیک شہرتوں کی حامل شخصیت تھے''۔

مولانا نور عالم خلیل امینی رئیس التحریر مجلّہ''الداعی''دارالعلوم دیوبند تحریرفرماتے ہیں :''مولانا سید واضح رشید ندوی علم وادب کے ایک بڑے محاذ پر سرگرم وبیدار مغز سپاہی تھے، وہ نہ صرف حضرت (مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی) کے حقیقی برادرخرد تھے، بلکہ زندگی کی راہوں پر بہترین رفیق وہم راز بھی تھے''۔

مولانا کے ہم درس،مشہور صحافی حفیظ نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

علی کا گھر بھی کیا گھر ہے کہ اس گھر کا ہراک بچہ

جہاں پیدا ہوا ، شیر خدا معلوم ہوتا ہے

وہ انتہائی کامیاب استاد تھےاور جس نے ان سے پڑھا وہ ان کا عاشق ہوگیا،فطرت کے اعتبار سے وہ فرشتہ تھےاورمحفوظ عن الخطاء تھے یہ ان کی ولایت ہی تھی کہ انہیں اِس دنیا سے اُس دنیا میں جانے کے لئے نہ نرسنگ ہوم کی سیڑھیاں چڑھنا پڑیں اور نہ اپنی انتہائی حلال کمائی کا کوئی روپیہ ڈاکٹر کو دینا پڑا، مجھے واضح سے للہی محبت تھی، وہ جب ملتے تھےتو یہی محسوس ہوتا تھا کہ کسی فرشتہ سے مل رہے ہیں،دعا ہے کہ وہ شیخ الحدیث مولانا زکریا کے پڑوس کے محل میں ملیں''۔

مولانا بدرالحسن القاسمی (کویت) اپنے مضمون میں یوں رقمطراز ہیں:''مولانا سید واضح رشید ندویؒ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے معتمدتعلیم عربی کے نامور ادیب بلند پایہ صحافی تجزیہ نگاراورعربی زبان وادب کے اپنے انداز کے منفرد استاذ تھے،مولانا محمد الحسنی مرحوم کے منفرد اسلوب کے بعد ندوۃ العلماء کے حلقہ میں اچھی اور قابل تقلید عربی لکھنے والے مولانا سید واضح رشید صاحب ہی تھے،صوروضاع کے عنوان کےتحت مختلف سیاسی واجتماعی واقعات وحالات پران کےتبصرے بڑے موزوں اور بصیرت افروز ہوا کرتے تھے، نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے البعث،الرائد وغیرہ کی کامیاب ادارت وسرپرستی ان کے ذمہ رہی ہے، اپنی ادبی نگارشات سے مختلف مجلّات وجرائد کو زینت بخشتے رہے،اس کے علاوہ ان کی متعدد تصنیفات اور پھر تدریس کے مخصوص انداز نے ندوہ کے حلقہ میں ان کوطلبہ اوراساتذہ سبھی کے نزدیک بیحد مقبول بنائے رکھااوران کی شخصیت بے حد ہردل عزیز رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی (آکسفورڈ) رقمطراز ہیں:''آج اساتذہ اور مربین کی کمی نہیں، مدرسین اور معلّمین کی ہرطرف بہتات ہے،مگر ماہر فن استاد، کامیاب مدرس، حاذق معلم، اور قابل تقلید واتباع مربی کا وجود عنقا ہے، جس مثالی معلم ومربی کا تذکرہ ان سطور میں مقصود ہے، اسے عنقا پر بھی یک گونہ ترجیح وفوقیت ہے، عنقا چار دانگ عالم میں مشہور ہے،اور ہرطرف اس کا چرچا ہے، میں جس مایہ ناز استاذ اورمفخرۂ معلّمین کی کہانی سنانے جارہا ہوں وہ نام اور شہرت سے بے پرواہ ہے، گمنامی اس کا سرمایہ حیات اور گوشۂ خمول اس کی عافیت گاہ ہے،مولانا کے

اوقات مشغول ہیں، آپ فضول گوئی اورمجلس آرائی سے پاک ہیں،مولانا کی اہم خصوصیت علم کی وسعت و گہرائی ہے، آپ نے اپنا مطالعہ کبھی کسی ایک فکر وخیال، یا ایک تہذیب وتمدن تک محدود نہیں رکھا۔

مولانا مقبول کوبٹے ندوی مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل تحریر فرماتے ہیں: ''مولانا کا جوسب سے بڑا کارنامہ تھا، وہ آپ کا عالم اسلام کے حالات پر دور رس نگاہ رکھنا، اوراس کا تجزیہ کرنا تھا، مولانا کی آنکھوں نے جن چیزوں کو دیکھا تھا اوران کے قلم نے جولکھا تھا، بعد کے ادوار نے وہ صحیح ثابت کردیا، گزرے دنوں کے ساتھ مولانا کی پیشینگوئیاں ظاہر ہورہی ہیں، ایسی شخصیت کا اس دنیا سے جانا ہمارے لئے بہت بڑے خسارے کا باعث ہے''۔

مفتی ابراہیم آچھودوی شیخ الحدیث جامعہ رحمانیہ عربیہ اسلامیہ دارالعلوم گودھرا، اپنے احساسات کونقل کرتے ہیں:''مولانا کی آنکھوں سے توحید کا نور بین طریقہ سے معلوم ہوتا تھا، آپ نے اپنی عمر کا ایک ایک لمحہ دینی خدمت میں وقف کردیا تھا، آپ خداپرست اور خود فراموش انسان تھے، ریا ونمود سے اجتناب کرتے، بے ضرورت اور فضول باتوں سے اجتناب آپ کا مزاج تھا''۔

مولانا عامر رشادی مدنی قومی صدر راشٹریہ علماء کونسل لکھتے ہیں: ''حضرت مولانا مرحوم کا انتقال ملت اسلامیہ کے لئےعظیم خسارہ ہے، آج قوم نے ایک سادہ لوح اور ملنسار انسان کھودیا ہے''۔

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ، اپنے تأثرات میں تحریر فرماتے ہیں:''مولانا علم وفکر اور تحریر میں پختہ کار عالم دین تھے، اردو اور عربی میں یکساں لکھتے تھے، بلا شبہ ان کے انتقال سے ایک بڑا علم خلا پیدا ہوگیا ہے''۔

مولانا عبدالعلی فاروقی ناظم دارالعلوم فاروقیہ کاکوری لکھنؤ، لکھتے ہیں: ''مولانا محمد واضح رشید ندوی بہت سے دینی اور علمی اداروں کے سرپرست تھے اورانہوں نے اپنی ساری زندگی دین کی خدمت میں لگادی۔

پروفیسر طارق منصور وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ، اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں:''مولانا کا شمار ہندوستان کے ممتاز علماء میں ہوتا تھا، ان کی شخصیت عربی تعلیم وتدریس کا منبع تھی، وہ تعلیمی نظام کی باریکیوں سے گہری واقفیت رکھتے تھے''۔

یمنی عالم الشیخ عادل الحرازی الندوی تحریر فرماتے ہیں:''شیخ واضح رشید کی مقبولیت ان کے صلاح وتقوی اور اللہ سے قرب کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:"ثم یوضع له القبول فی الارض" ہم پر واجب ہے کہ شیخ واضح کے منہج اوران کی کتابوں کو پڑھیں''۔

مولانا فضل المنان امام وخطیب ٹیلہ والی مسجد لکھنؤ لکھتے ہیں:''مولانا واضح حسنی ندوی علمی وادبی دنیا میں ایک پہاڑ کی حیثیت رکھتے تھے، وہ اپنی جامع اور مؤثر تحریروں اور فکروں سے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پورے عالم میں خصوصاعرب ممالک میں جانے پہچانے جاتے تھے''۔

مولانا عزیز احمد قاسمی جنرل سکریٹری، مرکزی جمعیۃ علماء ہندا پنے تأثرات میں لکھتے ہیں:''مولانا مرحوم علم وفضل کے ساتھ ساتھ اساتذہ وطلباء اور عوام الناس میں کافی محبوب ومقبول تھے، مولانا کی نظر عالم اسلام کے حالات پر گہری تھی، ان کے مضامین ومقالات عالمی مسائل پر ہوتے تھے، جونہایت وقیع اور جامع ہوتے''۔

مولانا محمد سعیدی ناظم ومتولی مدرسہ مظاہر علوم وقف، سہارنپور، مولانا کے انتقال پر لکھتے ہیں:''مولانا موصوف عہدہ ومرتبہ اور مال و منال سے دور، سستی شہرت سے نفور، اصحاب دانش وبینش کے منظور نظر، ارباب سلوک وطریقت کے معتمد تھے، وہ رجال ساز اور مردم گر فرد تھے، انہوں نے گمنامی اور خاموشی کو اپنی طبیعت ثانیہ بنالیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ آج انہیں عالم اسلام ایسے جانتا ہے جیسے گویا وہ گھر کے ہی فرد ہوں''۔

مولانا سید محمود اسعد مدنی ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہندا پنے قلبی تأثرات کا اظہار کرتے ہیں:''مولانا کے انتقال سے علم وادب کی دنیا میں بڑا خلا پیدا ہوا ہے، جس کا پر ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے، مولانا ممدوح کو عربی اور اردو زبان وادب پر غیر معمولی قدرت حاصل تھی''۔

احمد حسن سابق صوبائی وزیر اترپردیش اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں

:''مولانا پایہ کے صحافی تھے اور ندوۃ العلماء کے عالمی ترجمان الرائد کی ادارت انہی کے ذمہ تھی، الرائد میں ان کے مضامین پورے عالم اسلام میں پڑھے جاتے تھے اور اس کا اثر بھی لیا جاتا تھا، ان کی وفات سے عالم اسلام میں ایک خلا پیدا ہوگیا ہے''۔

مفتی احمد دیولہ ناظم جامعہ علوم القرآن جمبوسر، بھڑوچ، گجرات، اپنے تأثرات میں تحریر فرماتے ہیں: ''قحط الرجال کے اس دور میں مدارس ہندیہ اور مدارس اسلامیہ پہلے ہی کئی صدمے جھیل چکی ہے، اور اب اس بڑے جھٹکے نے ایک بڑا خلا پیدا کردیا ہے''۔

پروفیسر ماہ رخ مرزا وائس چانسلر خواجہ معین الدین چشتی اردو عربی فارسی یونیورسٹی لکھنؤ، اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ''مولانا مرحوم کے انتقال سے علمی دنیا، خاص کر عربی زبان وادب کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے، جس کا ازالہ مستقبل قریب میں ممکن نہیں ہے''۔

پروفیسر مشیر حسین صدیقی صدر شعبہ عربی لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ لکھتے ہیں: ''مولانا مرحوم انتہائی خلیق، ملنسار اور خوش اخلاق تھے، اپنے علمی وادبی فیوض سے ایک دنیا کو سیراب کیا، تدریس ہو کہ صحافت، دعوتی وفکری محاذ ہو یا مستشرقین کی یلغار، ہر ایک محاذ پر مؤثر اسلوب میں اسلام کا دفاع کرتے رہے''۔

مشہور و معروف وکیل ظفر یاب جیلانی ایڈوکیٹ لکھتے ہیں: ''مولانا ایک منکسر المزاج اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے، وہ شرعی وملی معاملات میں اہم رول ادا کرتے تھے، اور شرع سے متعلق ہر معاملے میں وسیع النظر تھے''۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مہنا جامعہ ازہر، مصر، اپنے مضمون میں لکھتے ہیں: ''مرحوم کی وفات علمی وادبی دنیا کے لئے ایک ناقابل تلافی خسارہ ہے، ان کی تحریریں بہت ہی اعلی فکر کی حامل ہوتی تھیں اور مغرب کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیوں کو وہ بہت ہی دلکش اور اچھے انداز میں پیش کرتے اور وہ عالم اسلام کے ممتاز ادیبوں میں سے تھے''۔

مولانا الیاس بھٹکلی ندوی جنرل سکریٹری مولانا ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی، بھٹکل اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ''مولانا رحمہ اللہ علیہ اپنے اصولوں کے پکے تھے، ہر کام مشورہ سے کرتے تھے، آپ نے حضرت مولانا رابع صاحب حسنی ندوی دامت برکاتہم کی موجودگی میں شروع دور میں کبھی تقریر نہیں کی، جامعہ میں آکر پہلی مرتبہ تقریر کی اور کہا کرتے تھے کہ جامعہ والوں نے مجھے مقرر بنایا، مفکر اسلام حضرت مولانا رحمہ اللہ علیہ کی طرح آپ نے مغربی تہذیب کو قریب سے دیکھا، عالم اسلام کے حالات اور مغرب کی سازشوں پر اپنا قلم اٹھاتے رہے۔

پروفیسر حبیب اللہ خان صدر شعب عربی جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی اپنے دوٹوک الفاظ میں لکھتے ہیں: ''مولانا ایک بلند پایہ ادیب، مایہ ناز صحافی اور اسلوب انشاء پرداز تھے''۔

مولانا عمرین محفوظ رحمانی سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ، لکھتے ہیں: ''مولانا مرحوم برصغیر کے ان عظیم علمائے ربانیین اور داعیان دین میں سے تھے، جو اپنے فکر و نظر، عالمانہ وقار واعتبار اور اپنے بہترین اوصاف و کمالات کی وجہ سے لاکھوں انسانوں کے دل کے قریب رہتے تھے''۔

مولانا آصف لئیق ندوی حیدرآبادی اپنے تأثرات میں تحریر فرماتے ہیں: ''مولانا واضح رشید ندوی رحمہ اللہ مغربی تہذیب وتمدن کے لئے تو کھلی تلوار کی مانند تھے، انکی تحریریں، افکار و اصلاحات اکثر مغربی تہذیب کے فتنے کے قلع وقمع کے لئے ہوا کرتی تھیں، مولانا مرحوم کئی منفرد اردو وعربی کتابوں کے مصنف ومؤلف اور کئی اداروں کے ناظم تھے اور اپنی جامع ومؤثر تحریروں اور منفرد نظری صحافت سے صرف ملک ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ پورے عالم میں خصوصا عرب ممالک میں جانے اور پہچانے جاتے ہیں''۔

ڈاکٹر محمد علیم ندوی نائب سکریٹری سفارت خانہ ہند، دوحہ قطر اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ''مولانا کی شخصیت گوناگوں کمالات کی حامل تھی، آپ کا شمار ملک کے مشہور اساتذہ میں ہوتا تھا، آپ کا طریق تدریس دل میں گھر کر جاتا تھا، حالات حاضرہ پر دسترس اور حقائق کا تجزیہ، یہ آپ ہی کا حصہ تھا، حقیقی معنوں میں آپ عالم ربانی کا نمونہ تھے''۔

ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ ندوی لکھتے ہیں: ''مولانا کو مطالعہ کا کتنا گہرا شغف تھا، اس کا کسی قدر اندازہ تب ہوا تھا جب ہمارے استاد محترم جناب عبداللہ حسنی صاحبؒ مشکوۃ پڑھاتے ہوئے دورانِ درس اپنے خانوادہ میں موجود علمی شخصیات کے ذوقِ مطالعہ کی کہانیاں بیان فرماتے تھے، ایک بار مولانا واضح صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ مولانا جب بیرونِ ممالک اپنے سفر سے واپس تشریف لاتے اور گھر کے بچے ان سے پوچھتے کہ ہمارے لئے آپ کیا لائے ہیں؟ تو عموماً وہ کوئی نہ کوئی نئی کتاب نکال کر بچوں کو دیتے کہ فلاں ملک کی فلاں دکان میں اس فن کی عمدہ کتابیں موجود تھیں، اس لئے تمہارے لئے یہ لایا ہوں، بچے اس ہدیہ سے گرچہ خوش نہیں ہوتے تھے؛ لیکن مولانا کا یہ عمل مسلسل جاری رہا۔

ڈاکٹر عزیر احمد ندوی استاد شعبہ اسلامک اسٹڈیز فیکلٹی آف لینگویجز جامعہ ازہر مصر، اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ''مولانا بہت ہی اعلیٰ فکر کے حامل تھے، ان کی عربی تحریریں عالم عرب میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں، ان کی تحریریں ایمانی جذبے اور حمیت سے سرشار ہوتیں، اللہ ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے''۔

پروفیسر محمد نعمان خان صدر شعبہ عربی دہلی یونیورسٹی، دہلی، اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ''مولانا ندوی مشفقانہ طبیعت کے مالک تھے، طلبہ واساتذہ اور دیگر لوگوں کے ساتھ اپنائیت کا جذبہ رکھتے تھے، حالات حاضرہ پر مبصرانہ نظر آپ کا امتیاز تھا''۔

مولانا محمد سرور قاسمی ناظم مدرسہ ہدایت العلوم بہرائچ، لکھتے ہیں: ''مولانا سید واضح حسنی ندوی ایک جامع شخصیت کے حامل تھے، گو وہ خاموش طبیعت تھے؛ لیکن ان کی فکر بہر وسیع تھی''۔

مولانا سید ہاشم نظام ندوی بھٹکلی اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ''آپ کی شخصیت انتہائی قدآور تھی، اسلامی صحافت کے علمبردار، عربی زبان کے مایہ ناز فنکار، قلم کے شہسوار، بہترین نثر نگار، ادبِ اسلامی کے قافلہ سالار تھے، نسبی برتری کے ساتھ ساتھ علم وحکمت بھی موجود تھی اور روحانیت ومعرفت بھی، جس کا اثر آپ پر بھی نمایاں تھا، آپ علم وعمل کی جیتی جاگتی تصویر تھے، پرہیزگاری وپاکبازی کا اعلیٰ نمونہ تھے، ولی صفت انسان تھے، آپ کی زندگی صدق وصفا کی کتاب تھی، زہد وتقوی سے عبارت تھی، ساتھ میں رہنے والوں کا بیان ہے کہ آپ میں آخرت کا استحضار ہمہ وقت رہتا، آخری درجہ کا مراقبہ فرماتے، ہر دن کو زندگی کا آخری دن اور ہر گھڑی کو آخری گھڑی گردانتے، حقیقی معنی میں نمونہ سلف تھے، انتہائی متواضع ومنکسر المزاج تھے، اپنی ذات کو شہرت نام ونمود سے محفوظ رکھا، بڑی سے بڑی کمیٹیوں اور عہدوں تک رسائی پائی، مگر عہدوں پر فخر کرنے کے بجائے اس کو بارِ امانت گردانا، احساسِ ذمہ داری کو اپنے اوپر سوار کیا، اس کے نبھانے کے لیے فکریں کیں، اپنا ہر ممکن تعاون پیش کیا۔

آپ کا مزاج خالص دعوتی تھا، جماعت دعوت وتبلیغ سے بھی بڑی مناسبت تھی، اس کی افادیت کے قائل ہی نہیں بلکہ اس میں عملاً شریک بھی رہے، اپنی جوانی کا ایک حصہ لگایا، حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ کے ساتھ تبلیغی محنت میں شریک ہوئے جبکہ حضرت جی مولانا انعام الحسنؒ کے ساتھ چلہ میں وقت بھی گزارا''۔

مولانا ممشاد علی قاسمی صدر جمعیۃ فلاح دارین بلاسپور، مظفرنگر، تحریر فرماتے ہیں: ''شرافت جس پر ناز کرتی تھی، قرطاس وقلم کو جس پر فخر تھا، مسند علم ودانش کے وقار میں جس نے اضافہ کیا، ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیمات اور جلیل القدر علمی صلاحیتوں کے مالک، دنیائے عرب سے اپنے قلم کا لوہا منوانے والے، اپنے رواں اور شاداب قلم کو ہر بار سے علم وآگہی کی لازوال روشنی بکھیرنے والے اپنی بہترین صلاحیتوں کو اپنے ہزاروں شاگردوں میں کامیابی کے ساتھ منتقل کر دینے والے بہترین استاذ، صاحب طرز عربی ادیب ومصنف، عالم اسلام اور دنیا کے مسلمانوں میں دشمنان اسلام کی سازشوں، ریشہ دوانیوں اور مکاریوں پر گہری نظر رکھنے اور اپنے فاضلانہ تبصروں اور تذکروں سے عالم اسلام کو بیدار کرنے والے مفکر اتنی سادگی اور یکسوئی کے ساتھ رہتے تھے کہ باہر تو کیا خود ندوۃ العلماء میں بعض غیر متعلق طلباء ان کے بلند مرتبے اور بلند

علمی مقام سے غائبانہ ہی واقف تھے،کم گوئی ان کے مزاج میں شامل تھی، بولتے بھی تو علمی گفتگو یا ملی مسائل پر ہی گفتگو کرتے ،شاید انہوں نے کسی کی دل آزاری کی بات زندگی میں کبھی نہیں کی ہوگی‘‘۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید ندوی ازہری، اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ’’مولانا بہت ہی بلند پایہ کے ادیب تھے، عالم اسلام کے چنندہ ادیبوں میں سے تھے، میرا ان سے بہت ہی گہرا تعلق تھا جب وہ مصر تشریف لاتے تو میرے غریب خانہ کو زینت بخشتے اور قیام کے دوران ان کی سادگی اور انکساری قابل دید ہوتی، اللہ انکو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے‘‘۔

مولانا آفتاب عالم ندوی سابق استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، تحریر فرماتے ہیں: ’’مولانا ہر جماعت اور ہر مکتب فکر میں مقبول رہے مغربی مفکرین اوران کی تہذیب وتمدن کا ’’بلاخوف لومۃ لائم‘‘ قلع قمع کرتے رہے، وہ ہمیشہ اسلامی فکر کی پاسداری کرتے رہے اور کبھی اپنے اصولوں سے سمجھوتہ نہیں کیا‘‘۔

مولانا فضل الرحمٰن ندوی ازہری معاون استاذ شعبہ اسلامک اسٹڈیز فیکلٹی آف لینگویجز، جامعہ ازہر مصر، اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ’’مرحوم جہاں عربی زبان وادب کے کہنہ مشق شہسوار تھے وہیں انکی شخصیت بہت ہی دل آویز تھی ، وہ سادگی اور انکساری کی انوکھی مثال تھے، وہ اپنی تحریروں میں اسلام کی بالادستی اور اسکی ہمہ گیریت وابدیت اور دنیا وآخرت کی فلاح و بہبود کے لئے صرف اسلام ہی کے کارآمد ہونے کو بہت ہی خوبصورتی اور دلکش انداز میں پیش کرتے ،ان جیسی علمی شخصیت مدتوں میں پیدا ہوتی ہے‘‘۔

مولانا حشمت اللہ ندوی سابق استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو، تحریر فرماتے ہیں: ’’مولانا کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ ایک عظیم مربی تھے، اپنے شاگردوں کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے، آپ نے انتہائی سادہ اور پاکیزہ زندگی بسر کی وہ صالح بھی تھے اور مصلح بھی، دنیا کی عارضی شان وشوکت سے اپنا دامن کبھی آلودہ نہیں کیا، ان کا قلب تقوی کے نور سے منور، ایمان کے حرارت سے معمور تھا، ان کا علمی کام کم اور کیف دونوں لحاظ سے بڑا وقیع گراں قدر عظیم متنوع اور لازوال ہے‘‘۔

مولانا ظفر ندوی (شارجہ) تحریر فرماتے ہیں: ’’استاذ محترم مولانا واضح رشید صاحب حسنی ندوی رحمہ اللہ علیہ کا طریق تعلیم وتربیت بہت انوکھا تھا وہ ہمیشہ طلبہ کی ہمت افزائی فرماتے تھے، کوئی طالب علم انشاء میں کتنی بھی غلطیاں کرے، وہ اس کی اصلاح کرتے ،کبھی کسی طالب علم کو ڈانٹتے نہیں تھے جیسا کہ بہت سے اساتذہ کا مزاج ہوتا ہے‘‘۔

مولانا راحت علی صدیقی قاسمی اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ’’مولانا واضح رشید ندوی عربی زبان وادب کے عظیم خدمت گاروں میں سے ایک تھے، انہوں نے زبان وادب کی مختلف زاویوں سے نمایاں خدمت انجام دی، میدان صحافت کو اپنے قلم کی طاقت سے خوبرو کیا ’’البعث الاسلامی‘‘ اور ’’الرائد‘‘ میں اس دعوے کے دلائل بکثرت موجود ہیں، ان کے اداریہ اور ’’صور واوضاع‘‘ کے عنوان سے تحریر کئے گئے، ان کے مضامین جہاں ان کی طرز نگارش کی یکتائی اور انفرادیت کی جانب مشیر ہیں، وہیں ان کی فکری بلندی کو بھی محیط ہیں، انہوں نے عالم اسلام کے مسائل ان کے اسباب وعلل کو بخوبی اپنی تحریروں میں پیش کیا، مغرب کی اسلام دشمنی کے وجوہات واسباب پر روشنی ڈالی، مغربی تہذیب وثقافت کے کھوکھلے پن کو عیاں کیا، یورپ کی فکری آزادی اور بے راہ روی کو موضوع گفتگو بنایا، اس کی صحیح صورت حال سے قارئین کو باخبر کیا، وہ عظیم صحافی تھے، انہیں صحافت کے میدان میں درک حاصل تھا، مولانا محض دارالعلوم ندوہ کے معتمد تعلیمات نہیں تھے، بلکہ وہ ماہر تعلیم تھے، موجودہ نظام تعلیم اوراس کی قباحتیں ومضرتیں، قدیم نظام تعلیم اوراس کی خوبیاں وخصوصیات، مغربی پرستی، نظام تعلیم میں مغریب کی اندھی تقلید اور مغربی نظام تعلیم کی خامیاں اوراس نظام کا مقصد ان تمام پہلوؤں پر آپ بخوبی مطلع تھے‘‘۔

مولانا شمس الحسن ندوی مدرسہ نورالاسلام موئی کلاں پرتاپ گڑھ لکھتے ہیں: ’’مولانا علم وتحقیق کے سمندر تھے، عربی ادب ولٹریچر اور نقد وتنقید میں

کم سے کم برصغیر میں تو کوئی ان کا ثانی نہیں تھا، عربی اور اردو زبان کے علاوہ انگریزی زبان اور اس کی اصطلاحات پر بڑی گہری نظر تھی''۔

مولانا انکشاف ندوی (شارجہ) اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں :

''استاذ مرحوم کا طریق تدریس سب سے جداگانہ تھا، وہ آج کے عصری اسکول ودرسگاہوں میں رائج طریق تدریس پر کارگر تھے وہ طلبہ کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لئے طلبہ سے خود جملے بنانے کے لئے الفاظ دیتے اور طلبہ سے کہتے کہ ان کو اپنے جملوں میں استعمال کرو اور پھر غلطیوں کی اصلاح کرتے اور کبھی کسی کو ڈانٹتے نہیں تھے''۔

محمد عمران خان ندوی (جدہ) اپنے تأثرات میں تحریر فرماتے ہیں:

''میرے استاد میرے روحانی پدر حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی ذات ایک شخصیت ہی نہیں بلکہ وہ اپنے آپ میں ایک درسگاہ تھے، باذوق ادیب، سیاسی تجزیہ نگار، نامور صحافی اور ہردل عزیز استاذ، ان تمام صفات کو اپنے اندر سمونے والی ذات تھی حضرت کی، ایک خاص وصف استاذ مکرم کا ایسا تھا جو عموما نگاہوں سے مخفی رہتا تھا اور وہ تھا قرآن کریم سے حد درجہ شغف، مولانا اپنے ادبی ذوق کی وجہ سے ماہر قرآن تھے اور یہ مہارت کتب تفاسیر کی مرہونِ منت نہ تھی بلکہ اپنے خالص ادبی ذوق سے قرآن کریم کا اعجاز، اسکی دقیق وعمیق تعلیمات نہ صرف جان لیتے تھے بلکہ اسکی حلاوت وشیرینی محسوس کرتے تھے۔

مولانا نظام الدین ندوی (شارجہ) حضرت مولانا کے بارے میں لکھتے ہیں: ''جن لوگوں نے مولانا کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے وہ ضرور اس بات کی گواہی دیں گے کہ مولانا کی کتابوں میں بڑا توازن پایا جاتا ہے، جہاں تک ان کے زہد وتقوی کا تعلق ہے تو اس سے بڑا کیا زہد ہوگا کہ انہوں نے آل انڈیا ریڈیو کی ملازمت ترک کر دی اور ندوہ میں آکر کم تنخواہ میں تدریسی فرائض انجام دئے اور جب انہیں ندوہ کا معتمد تعلیمات بنایا گیا تو وہ اس قلیل تنخواہ سے بھی دست بردار ہوگئے''۔

مولانا محمد فارق ندوی مدرسہ نور الاسلام موئی کلاں کنڈہ پرتا پگڑھ اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ''استاد محترم حضرت مولانا محمد واضح رشید ندوی علم وعمل اور صالحیت وصلاحیت کے جامع تھے، وہ نجیب الطرفین سادات میں سے تھے، قدیم نافع اور جدید صالح کے صحیح اور مکمل مصداق تھے اپنی سادگی اور تواضع وبے نفسی میں اپنی مثال آپ تھے''۔

مولانا عبید احمد ندوی بیل گام، کرناٹک، اپنے تأثرات میں لکھتے ہیں: ''حضرت مولانا واضح رشید حسنی ندویؒ علم وفکر کی دولت کے ساتھ نہایت ہی بلند اخلاق وکردار کے حامل تھے، جہاں وہ عربی زبان کے مایہ ناز ادیب، مصنف، مفکر، عالم اسلام اور دنیا کے حالات پر گہری نظر رکھنے والے اور مغربی تہذیب، اور انکی سیاسی پالیسیوں کا ناقدانہ جائزہ والے تھے، وہیں آپ انتہائی منکسر المزاج، متواضع اور حیا وسادگی کے پیکر تھے، استغنا، بے نفسی وبے غرضی تو آپکی فطرت وطبیعت کا حصہ تھے، خاموش طبیعت مگر ہر وقت فکر وتدبر میں ڈوبا ہوا ذہن، ذکر وعبادت کا ذوق، قرآن کی تلاوت کے اہتمام کا شغف، شب بیداری، تہجد کا اہتمام اور اپنے رب کے حضور چپکے چپکے آہ وزاری، یہ وہ تمام خصوصیات وخصائل ہیں جنکا مشاہدہ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے کیا ہے''۔

مولانا شعیب احسن اعظمی ندوی مدرسہ فلاح المسلمین رائے بریلی تحریر فرماتے ہیں''مولانا مرحوم مختلف اوصاف وکمالات کے حامل اور کثیر الجہات شخصیت تھے، وہ معلم، مربی، محسن، مشفق، مصلح، مخلص، مفکر، مصنف، ادیب، ناقد اور عظیم صحافی تھے، آپ کم گو لیکن قلم کے بادشاہ تھے اور بہت غور وخوض کرنے والے تھے، انتہائی سادہ لوح، منکسر المزاج مگر فعالیت سے بھرپور تھے''۔

مولانا محمد قمر الزماں ندوی پرتاپگڑھی اپنے تأثرات میں تحریر فرماتے ہیں: ''مولانا مرحوم جتنے بڑے عالم اور ادیب ونقاد تھے اس سے زیادہ زاہد اور صوفی تھے، ورع وتقوی کے اعلی مقام پر تھے، کم گو تھے، اور لایعنی گفتگو سے مکمل پرہیز کرتے تھے، ہمیشہ متفکر رہتے اور قوم وملت کے لئے سوچتے رہتے تھے، تواضع وخاکساری اور بے نفسی کی جو مثال انہوں نے پیش کی بہت کم لوگوں میں یہ خوبی پائی جاتی ہے''۔

تجزیہ

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے......

مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری

دنیا کے متعلق حضرت حسن بصری کا خط:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المومنین عبدالعزیز کو ایک خط لکھا جس میں حمد وصلاۃ کے بعد تحریر فرمایا کہ دنیا کوچ کا گھر ہے، رہنے کا گھر نہیں ہے، حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو اس دنیا میں سزا کے طور پر بھیجا گیا تھا کہ جنت میں ان سے ایک لغزش ہوگئی تھی (تو بطور جیل خانہ کے یہاں بھیجا گیا تھا) اس لئے ڈرتے رہیں، اس کا توشہ اس کو ایک دن چھوڑ دینا ہے، اس کا غنی اس کا فقر ہے (یعنی اس میں غنی وہی شخص ہے جو ظاہر میں فقیر ہے) یہ ہر وقت کسی نہ کسی کو ہلاک کرتی رہتی ہے، جو اس کو عزیز سمجھے، اس کو ذلیل کرتی ہے، جو اس کو جمع کرنیکا ارادہ کرے اس کو یہ (دوسروں کا) محتاج بنادیتی ہے، یہ ایک زہر ہے جس کو انجان لوگ کھاتے ہیں پھر وہ مرجاتے ہیں، اس میں ایسی طرح زندگی گزار دیں جیسا کہ زخمی بیمار ہر چیز سے احتیاط کرتا ہے تاکہ صحت نصیب ہو جائے اور کڑوی دوا اس لئے استعمال کرتا ہے تاکہ مرض طول نہ پکڑے، آپ اس مکار و دغاباز فریبی سے احتیاط رکھیں جو محض دھوکہ دینے کی وجہ سے بنتی سنورتی ہے اور دھوکہ سے لوگوں کو مصیبت میں پھنساتی ہے اور اپنی امیدوں کے ساتھ لوگوں کے یہاں آتی ہے اور اپنے منگنی کرنیوالوں کو آج کل پر ٹالتی رہتی ہے، پس یہ ان کے لئے ایسی بنی ٹھنی نئی دلہن بن جاتی ہے کہ آنکھیں اس پر ٹکٹکی لگالیتی ہیں اور دل اس کے اوپر فریفتہ ہو جاتے اور آدمی اس کے جانثار بن جاتے ہیں لیکن یہ کم بخت سب کے ساتھ دشمنی کرتی ہے، حیرت ہے کہ نہ تو رہنے والے جانیوالوں سے عبرت پکڑتے ہیں نہ بعد کے آنیوالے پہلوں کا حال سن کر اس سے احتراز کرتے ہیں اور نہ اللہ کے ارشادات کو جاننے والے اس کے ارشادات سے نصیحت پکڑتے ہیں، اس کے عاشق اپنی حاجت پوری ہوتی دیکھ کر دھوکہ میں پڑ جاتے اور سرکشی میں مبتلا ہو کر آخرت کو بھول جاتے حتی کہ ان کا دل اس میں مشغول ہو جاتا ہے، اور قدم آخرت کے راستہ سے پھسل جاتا ہے، پھر ندامت اور حسرت کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ موت کی اور نزع کی کرب اور بے چینی ان کو گھیر لیتی ہے اور ان سب کے چھوٹ جانے کی حسرتیں اس پر مسلط ہو جاتی ہیں، اس میں رغبت کرنیوالا اپنے مقاصد کو کبھی بھی پورا نہیں کرسکتا اور مشقت سے کبھی بھی راحت نہیں پاتا، یہاں تک کہ بغیر توشہ لئے اس عالم سے چلا جاتا ہے اور بغیر تیاری کے آخرت میں پہنچ جاتا ہے امیر المومنین اس سے بہت بچتے رہیں اور اس کی نہایت خوشی کے اوقات میں بھی بہت زیادہ ڈرتے رہیں، اس پر اعتماد کرنیوالا جب بھی کچھ خوش ہوتا ہے تو یہ کسی نہ کسی مصیبت میں اس کو مبتلا کر دیتی ہے، اس میں خوش رہنے والا دھوکہ میں پڑا ہوا ہے اور اس میں (ضرورت سے زیادہ) نفع اٹھانیوالا نقصان میں پڑا ہوا ہے، اس کی راحت تکلیفوں کے ساتھ وابستہ ہے اور اس میں رہنے کا منتہی فنا ہے، اس کی خوشی رنج کے ساتھ مخلوط ہے، جو کچھ گزر چکا ہے وہ واپس آنیوالا نہیں ہے، اور جو آنیوالا ہے اس کا حال معلوم نہیں کہ کیا ہوگا، اس کی آرزوئیں جھوٹی، اس کی امیدیں باطل، اس کی صفائی میں گدلا پن اور اس کی عیش وعشرت میں مشقت ہے اور آدمی اس میں ہر وقت خطرے کی حالت میں ہے، اگر اس کو عقل ہو اور وہ غور کرے تو اس کی نعمتیں خطرناک ہیں اور اس کی بلاؤں کا ہر وقت خوف ہے، اگر حق تعالیٰ شانہ جو اس کے خالق ہیں وہ اس کی برائیوں کی اطلاع فرماتے، تب بھی اس مکار کی اپنی حالت ہی سوتوں کو جگانے کے واسطے اور غافلوں کو ہشیار کرنے کے واسطے کافی تھی، چہ جائیکہ حق تعالیٰ شانہ نے خود اس پر تنبیہ فرمائیں

اوراس کے بارے میں نصیحتیں فرمائیں کہ اللہ جل شانہ کے یہاں اس کی کوئی قدر نہیں اوراس کو پیدا فرما کر کبھی بھی اس کی طرف نظر التفات نہیں فرمائی، یہ اپنے سارے خزانوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول نہیں فرمایا منہ نہیں لگایا، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالی شانہ کی منشاء کے خلاف کو پسند نہیں کیا اور جس چیز سے اس کے خالق نے بغض رکھا اس سے آپ نے محبت نہیں کی، اور جس چیز کی اللہ تعالی نے قیمت گرادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند کر کے اس کا درجہ بلند نہیں کیا، اس لئے حق تعالی شانہ نے اپنے نیک بندوں سے اس کو قصداً ہٹادیا اور اپنے دشمنوں پر اس کی وسعت کردی، بعض دھوکے میں پڑے ہوئے لوگ جو اس کو وقعت سے دیکھتے ہیں وہ اس کی وسعت کو دیکھ کر سمجھنے لگتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ان پر اکرام کیا اور وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ (سید الرسل فخر الاولین والآخرین) سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالی شانہ نے اس بارے میں کیا معاملہ رکھا کہ پیٹ پر باندھنے پڑے۔

دنیا تمھارے اعمال کی مالک بن رہی ھے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ جو کچھ مجھے معلوم ہے اگر تم کو معلوم ہوجائے تو ہنسنا کم کردو اور بہت کثرت سے رونے لگو اور دنیا تمہارے نزدیک بہت ذلیل بن جائے اور آخرت کو اس پر ترجیح دینے لگو، اس کے بعد ابوالدرداء نے اپنی طرف سے فرمایا کہ جو کچھ مجھے معلوم ہے اگر تم کو معلوم ہوجائے تو تم جنگلوں کو روتے ہوئے اور چلاتے ہوئے نکل جاؤ اور اپنے مالوں کو بغیر محافظ کے چھوڑ جاؤ؛ لیکن تمہارے دلوں سے آخرت کا ذکر غائب ہے اور دنیا کی امیدیں تمہارے سامنے ہیں، اس لئے دنیا تمہارے اعمال کی مالک ہورہی ہے، اور تم ایسے بن گئے گویا کچھ جانتے ہی نہیں، اس لئے تم میں سے بعض تو ان جانوروں سے بھی بدتر ہوگئے جو انجام کے خوف سے اپنی شہوتوں کو نہیں چھوڑتے تمہیں کیا ہوگیا کہ تم آپس میں محبتیں نہیں رکھتے، ایک دوسرے کو نصیحت نہیں کرتے، حالانکہ تم آپس میں دینی بھائی ہو، تمہاری خواہشات میں صرف تمہاری باطنی خبث نے تفریق کررکھی ہے، اگر تم سب دین پر اور دینی امور پر مجتمع ہوجاؤ تو آپس میں تعلقات بھی زیادہ ہوجائیں، آخر تمہیں یہ کیا ہوگیا کہ دنیا کے کاموں میں تو ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہو؛ لیکن آخرت کے کاموں میں ایک دوسرے کو نصیحت نہیں کرتے تم جس سے محبت کرتے ہو اس کو آخرت کے امور پر نصیحت کی قدرت تمہیں نہیں ہے، آخرت کی بھلائی اور برائی پر ایسا یقین رکھتے جیسا کہ دنیا کی بھلائی اور برائی پر رکھتے ہو تو ضرور آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے، اس لئے آخرت تمہارے کاموں کی دنیا سے زیادہ مالک ہے۔

حضرت ابو درداء کی نصیحت:

اگر تم یہ کہو کہ دنیا کی ضرورت فوری ہے، اس وقت درپیش ہے، آخرت کی ضرورت بعد میں ہوگی، تو تم خود سوچو کہ دنیا میں بعد میں آنیوالے اور حاصل ہونے والے کاموں کے لئے تم کتنی مشقت اٹھاتے ہو (کھیتی کی مشقت برداشت کرتے ہو کہ بعد میں پیداوار ہوگی باغ لگانے میں کتنی جانفشانی کرتے ہو کہ کئی سال بعد پھل آئے گا وغیرہ وغیرہ) تم کس قدر بری قوم ہو کہ اپنے ایمان کی جانچ ان چیزوں کے ساتھ نہیں کرتے جس سے تمہارے ایمان کی مقدار تمہیں معلوم ہوجائے کہ ایمان کس درجہ تک تم میں موجود ہے، اگر تم لوگوں کو اس چیز میں شک ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تو آؤ ہمارے پاس ہم تمہیں واضح طریق سے بتائیں اور وہ نور دکھائیں جس سے تمہیں اطمینان ہوجائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ حق ہے تم کم عقل بیوقوف نہیں ہو جس کی وجہ سے ہم تم کو معذور سمجھ لیں دنیا کے کاموں میں تم بڑی اچھی رائے رکھتے ہو اس میں بڑی احتیاط پر عمل کرتے ہو (پھر کیا مصیبت کہ آخرت کے کاموں میں نہ تم سمجھ سے کام لیتے ہو نہ احتیاط پر عمل کرتے ہو) آخر یہ کیا بات ہے تمہیں یہ کیا ہوگیا کہ دنیا کے ذرا سے فائدے سے بڑے خوش ہوتے ہو، ذرا سے

نقصان سے رنجیدہ ہوجاتے ہو جس کا اثر تمہارے چہروں تک پر معلوم ہونے لگتا ہے کہ خوشی میں پھول جاتا ہے، رنج میں ذرا سا منہ نکل آتا ہے) مصیبتیں زبان پر آنے لگتی ہیں، ذرا سی بات کو مصائب کہنے لگتے ہو، ماتم کی مجلسیں قائم کرتے ہو؛ لیکن دین کی بڑی سے بڑی بات بھی چھوٹ جائے تو نہ اس کا رنج وغم ہے نہ چہرے پر کوئی تغیر، میں تمہاری بد دینی کی حالت دیکھ کر یہ خیال کرتا ہوں کہ حق تعالی شانہ ہی تم سے بیزار ہوگئے ہیں، تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے خوشی خوشی ملتے ہو اور ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ دوسرے کے سامنے کوئی ایسی (حق) بات نہ کہے جو اس کو ناگوار ہو، تاکہ وہ بھی اس کے متعلق کوئی ناپسندیدہ بات نہ کہہ دے، بس دلوں کے اندر ہی اندر ایسی باتیں رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہو اور باطن کی گندگیوں پر تمہارے ظاہر کے چمن کھل رہے ہیں اور موت کی یاد کے چھوڑ دینے پر سب جمع ہوگئے ہو کاش حق تعالی شانہ مجھے موت دے کر تم لوگوں سے راحت عطا کرتا اور مجھے ان کے ساتھ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ملا دیتا جن کے دیکھنے کا میں مشتاق ہوں، اگر یہ حضرات زندہ ہوتے تو تمہارے ساتھ رہنا ذرا بھی پسند نہ کرتے، بس اگر تم میں کوئی چیز خیر کی باقی ہے تو میں تمہیں صاف صاف کہہ چکا ہوں اور حق کی بات سنا چکا ہوں اگر تم اس چیز کو (یعنی آخرت کو) جو اللہ تعالی کے پاس ہے طلب کرنا چاہو تو وہ بہت آسان ہے اور میں صرف اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں تمہارے حق میں بھی اور اپنے حق میں بھی فقط۔

حضرت ابوالدرداء کی یہ ڈانٹ بڑے غور سے پڑھنے کی ہے، یہ ان حضرات پر خفا ہو رہے ہیں جن کے متعلق ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان جیسے دیندار بن نہیں سکتے، ان کے احوال، ان کے کارنامے، ہمارے سامنے ہیں اگر یہ حضرت ابوالدرداء ہم لوگوں کو دیکھتے تو یقیناً رنج سے ہلاک ہو جاتے، یقیناً یہ حضرات ہمارے احوال کو دیکھ بھی نہ سکتے، ان کا کسی طرح تحمل نہ کرسکتے، اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے ہمیں فکر آخرت کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین ❁

احوال وکوائف

مرکز کے شب وروز

مسابقہ خطابت (برائے شعبہ انگلش)

۲۸ر فروری بروز جمعرات مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے تحت چلنے والا شعبہ ''ڈپلومہ ان انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر'' کا مسابقہ خطابت کا انعقاد عمل میں آیا، جس کی صدارت مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری نے فرمائی اور نظامت مولانا نور العین قاسمی نے کی، اس پروگرام میں اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کرام میں بالترتیب نیاز احمد، عبدالرحمٰن اور مطلوب الرحمٰن کو انعامات سے نوازا گیا، اس پروگرام میں جناب بابو مام چندر ریٹائیرڈ جج چنڈی گڑھ اور مولانا سیف الحق صاحب قاسمی روڑکی سے بطور حکم شریک ہوئے تھے۔

مسابقہ قرآن کریم

۸/اپریل ۲۰۱۹ء بروز پیر مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے تحت چلنے والا ادارہ ''جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ'' میں مسابقہ قرآن کریم کا انعقاد ہوا، مسابقہ کل پانچ فروعات پر مشتمل تھا، مسابقہ میں کامیاب ہونے والے طلباء کرام کو انعامات سے نوازا گیا، انعامات میں بالترتیب فروع اول میں محمد تسلیم، محمد تفہیم، محمد شفاعت۔ فرع دوم میں: محمد شفاعت، محمد گلبہار، محمد احمد۔ فرع سوم میں: محمد تفہیم، محمد انس، محمد اکمل، فرع چہارم میں: عبدالعظیم، محمد گلبہار، محمد تفہیم۔ فرع پنجم میں: محمد شفاعت، محمد فرید، محمد اکمل نے پوزیشن حاصل کی، انعامات مولانا محمد عمر قاسمی کے ذریعہ تقسیم کئے گئے، نیز اس کے علاوہ آٹھ بچوں کا قرآن کریم حفظ ہوا اور دس بچوں نے ناظرہ قرآن کریم مکمل کیا، ختم قرآن کی یہ تقریب حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسار پوری (خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری) ہاتھوں عمل میں آئی اور حضرت کی دعا پر پروگرام کا اختتام بھی ہوا، اخیر میں مرکز کے رئیس حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی مدظلہ العالی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

جلسہ ختم بخاری شریف

۱۵/اپریل ۲۰۱۹ء بروز پیر مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے تحت چلنے والا ادارہ ''جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' میں بخاری شریف کی تکمیل ہوئی، جس میں مرکز کے رئیس اور جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر سیر حاصل گفتگو کی اور ''ونضع الموازین القسط'' کی تشریح کرتے ہوئے طالبات کو اور موجود حاضرین کو قیامت کے دن اعمال کے تولے جانے کی اور اس کی صورت حال کی بڑے اچھے انداز میں وضاحت اور تشریح فرمائی، نیز اس وقت تمام طالبات کو حدیث کی اجازت بھی مرحمت فرمائی، پروگرام کے اختتام پر مولانا عبدالمنان پنجابی گودھروی نے دعا فرمائی، پروگرام میں تمام طالبات اور انکے وارثین شریک ہوئے۔

تعارف

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد

ایک دعوت،ایک تحریک ، ایک کارواں

مرکز احیاء الفکر الاسلامی ایک دینی، دعوتی، فکری، اصلاحی، ادبی، ثقافتی، تعلیمی اور جامع عالمی ادارہ ہے، جس کا قیام مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دیگر علماء حق دیوبند، سہارنپور، رائے پور کی سرپرستی میں ۲۰/رجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۹/اکتوبر ۲۰۰۰ء میں قرآن وحدیث اور اسلامی فکر کی دعوت وتبلیغ اور اشاعت کے لیے عمل میں آیا، جس کے بلند مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

اغراض ومقاصد

☆قوم کے اندر صحیح اسلامی فکر اور دینی بیداری اور دینی حمیت اور عقیدۂ صحیحہ کی پختگی پیدا کرنا۔

☆عصری اسلوب میں اسلامی کتب، دینی پمفلٹ، دعوتی، فکری اور ادبی لٹریچر تیار کرنا اور علماء حق کی کتابوں کی اشاعت کرنا۔

☆ایسے علماء تیار کرنا جو کتاب وسنت کے وسیع وعمیق علم کے ساتھ جدید حالات وعصری علوم سے بخوبی واقف اور زمانے کے نبض شناس ہوں۔

☆علماء وحفاظ کو بارہویں تک عصری واسکولی تعلیم دینا۔

☆انٹر یا ہائی اسکول پاس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات نیز لڑکیوں کو الگ الگ پانچ سال کی قلیل مدت میں خصوصی کورس کے ذریعہ عالم دین بنانا۔

☆اسلامی شفاخانوں کا قیام تاکہ نادار طلبہ کے ساتھ غرباء اور مساکین کا بھی علاج مفت اور اطمینان بخش ہو سکے۔

☆مکاتب اور مساجد کا قائم کرنا۔

☆غرباء ومساکین کے لیے پانی کا انتظام کرنا، ہینڈ پمپ اور ٹیوب ویل لگوانا۔

☆اسلام کے خلاف مستشرقین کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے جوابات دینا اور یہ ثابت کرنا کہ اسلام ہر زمانہ میں اور ہر جگہ قیادت کی صلاحیت رکھتا ہے۔

☆اتحاد ملی، اخوت اسلامی کے جذبات کو فروغ دینا اور نزاع باہمی کے فتنہ کو ختم کرنا۔

☆مسلمانوں کو مادی قوتوں اور مغربی افکار سے متأثر ہونے سے روکنا۔

☆فرق ضالہ کا مقابلہ کرنا اور ان کو اسلام کا پیغام پیش کرنا۔

☆ برادران وطن اور غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت پیش کرنا اور ان کے سامنے اس کی ہمہ گیری اور پوری انسانی برادری کے لیے باعث رحمت بتانا اور پیام انسانیت پیش کرنا۔

☆عربی، اردو، انگریزی اور ہندی وغیرہ میں دینی ماہنامے، جرائد اور میگزین نکالنا۔

☆سال میں کم از کم ایک مرتبہ ہند اور بیرون ہند کے اکابر علماء مفکرین اور دانشور حضرات کا جمع ہو کر دعوت وتبلیغ کے مؤثر منصوبے بنانا اور ملت کے مسائل کا حل پیش کرنا اور مسلمانوں کے اسلامی فکری نشو ونما کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا۔

دائرہ کار

مذکورہ بالا مقاصد کو بروئے کار لانے اور عملی جامہ پہنانے کے لیے مرکز کے دائرہ کار کو مندرجہ ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ ۔ (۲) جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات ۔ (۳) شعبہ عربی ادب ۔ (۴) ڈپلومہ ان انگلش لنگویج اینڈ لٹریچر۔ (۵) اے ایس پبلک اسکول ۔ (۶) گلوبل اکیڈمی برائے حفاظ ۔ (۷) مکتبۃ الامام ابی الحسن العامۃ ۔ (۸) جمعیۃ اصلاح البیان ۔ (۹) دعوت وارشاد ۔(۱۰) دارالافتاء ۔(۱۱) دارالقضاء ۔(۱۲) مجلس صحافت اسلامیہ ۔(۱۳) دارالبحوث والنشر ۔(۱۴) شعبہ کمپیوٹر ۔(۱۵) مطبخ ۔

جامعة الاما م أبی الحسن الاسلامیة

تحفیظ القرآن الکریم: جس میں قرآن مجید تجوید کے ساتھ حفظ کرایا جاتا ہے، نیز اردو کی تعلیم نقل اور املاء کا بھی اہتمام کرایا جاتا ہے، دینیات میں عقائد، نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، کلمے اور ادعیۂ ماثورہ مسنونہ یاد کرائی جاتی ہیں، اس شعبہ میں حفظ قرآن کی مدت تین سال ہے۔

کلیة التجوید:- اس شعبہ میں روایت حفص کی متداول اور اہم کتب معتبرہ کے پڑھانے اور قرآن کریم کا اجرا ومشق کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے، جس کی مدت ایک سال رکھی گئی ہے۔

تدریب ائمہ مساجد:- اس شعبہ کا قیام اس لیے ہوا تا کہ ائمہ حضرات اور مدرسین کو تجوید وقرأت کی بعض اہم کتابیں پڑھائی جائیں اور ان کو قرآن کریم کی تجوید کے ساتھ مشق کرائی جائے، نیز امامت کے مسائل واحکام کے سکھانے کے لیے مستقل کتاب لکھی گئی ہے، تا کہ اس کی روشنی میں مسائل امامت سے واقفیت کرائی جائے، اس کی مدت ۳ ماہ، ۶ ماہ/اور ایک سال ہے۔

کلیة الشریعة واصول الدین:- اس شعبہ میں عالمیت اور دینیات کے کئی کورس رکھے گئے ہیں۔

آٹھ سالہ کورس:- جس میں عربی اول سے آخر تک صرف ونحو عربی، عربی ادب، سیرت نبوی، تاریخ اسلامی، فقہ وحدیث اور تفسیر اور علوم عصریہ میں سے انگریزی، ہندی، حساب، سیاسیات، اقتصادیات، جغرافیہ، سائنس وغیرہ تمام علوم کا بندوبست کیا گیا ہے، اس شعبہ میں داخلہ کے مستحق وہ طلبہ ہیں جو حافظ قرآن، یا ناظرہ قرآن اور اردو لکھنا پڑھنا اور ابتدائی ہندی اور انگریزی سے بھی واقف ہوں۔

پانچ سالہ خصوصی کورس :- یہ کورس ہائی اسکول یا انٹر پاس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے وضع کیا گیا ہے، جس میں ان کو مذکورہ علوم شرعیہ عربیہ پڑھائے جائیں گے اور عالمیت کی فراغت کی سند دی جائے گی۔

ایک سالہ کورس : - اس درجہ میں صرف وہ اسکولی تعلیم یافتہ حضرات یا معمولی لکھے پڑھے حضرات ہوتے ہیں جو زیادہ وقت نہیں دے سکتے انکو ایک سال میں صرف دینیات اور اسلامیات کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے اور انکا اسلامی معلومات، مسائل سے واقفیت کیساتھ دینی ذہن بنایا جاتا ہے۔

ایک ماہ یادوماہ کا کورس : - اسکول یا کالجیز میں پڑھنے والے طلباء کے لیے جون، جولائی کی چھٹیوں میں مرکز کی عمارت یا کسی بھی بڑے شہر میں مرکز کے تحت ایک دینی، تعلیمی، تربیتی کیمپ لگایا جائے گا، جس میں ماہر اساتذہ، اسکالر، اسلامیات، دینیات اور اسلامی فکر اور تاریخ سے متعلق لیکچر اور محاضرے دیں گے۔

شعبہ کمپیوٹر: عربی پڑھنے والے طلبہ کو کمپیوٹر کا کورس کرایا جاتا ہے، جس میں ان کو اردو اور انگریزی میں کمپیوٹر کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے۔

کلیة اللغة العربیه وآدابها: فضلائے مدارس کے لئے عربی ادب کا یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے، جس میں فضلائے مدارس اور علماء کرام کو عربی ادب کا ایک سالہ خصوصی کورس کرایا جاتا ہے۔

شعبہ صنعت وحرفت: یہ شعبہ اس لئے قائم کیا گیا ہے تا کہ طلبہ ضروری دستکاری اور صنعت وحرفت سیکھ لیں، اور بوقت ضرورت اپنے دستکاری کے فن سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات

دوسالہ تربیتی کورس:- یہ جامعہ لڑکیوں کی اعلی تعلیم وتربیت کے لیے قائم کیا گیا ہے، جس میں ابتداً لڑکیوں کو قرآن کریم ناظرہ اور دینیات میں عقائد، نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، ادعیہ ماثورہ اور اردولکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے، یہ لڑکیوں کا دوسالہ کورس ہے۔

لڑکیوں کا پانچ سالہ کورس:- اس میں وہ لڑکیاں پڑھتی ہیں جو ہائی اسکول یا انٹر پاس ہوں، یا مڈل یا پرائمری ہوں، یا جو حافظ قرآن یا ناظرہ قرآن اور اردولکھنا پڑھنا جانتی ہوں، ان کو پانچ سال میں صرف ونحو عربی، عربی ادب، تاریخ اسلام، سیرت نبوی، حدیث وتفسیر اور فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور عالمۂ دین بنایا جاتا ہے، نیز کمپیوٹر اور امور خانہ داری، کشیدہ کاری اور گھریلو دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے۔

اسکولی تعلیم:- لڑکیوں کو بارہویں تک کی اسکولی تعلیم کا بھی نظم کیا گیا ہے۔

مکتبۃ أمامۃ العامۃ: -جامعہ کے تحت یہ لائبریری اس لیے قائم کی گئی ہے تاکہ طالبات خارجی اوقات میں اپنے مطالعہ میں وسعت پیدا کرنے کیلئے کتابوں سے فائدہ اٹھائیں، اور اپنا تحقیقی اور علمی مزاج بنائیں، جس میں کتابوں کی فراہمی کی جارہی ہے۔

ڈپلومہ ان انگلش لنگویج اینڈ لٹریچر

مرکز کے تحت یہ شعبہ فضلائے مدارس کیلئے پانچ سال سے قائم ہے، جس میں ایسے ممتاز فضلا جو دیوبند، ندوہ، مظاہر علوم اور دوسرے مدارس سے فارغ ہوتے ہیں ان کا، ان کے تعلیمی معیار کے مطابق ایک ٹسٹ ہوتا ہے، جس میں ممتاز نمبرات حاصل کرنے والوں میں سے ۲۰/فضلاء کا انتخاب کیا جاتا ہے، تاکہ ان کو انگریزی زبان میں مہارت پیدا کرائی جائے اور ان کا دعوتی مزاج بنایا جائے اور مستشرقین کی طرف سے اسلام کے خلاف ہونے والے اعتراضات کا وہ جواب دے سکیں اور اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو سمجھا جاسکے، اس شعبہ میں ۲۰/فضلا وعلماء کا داخلہ ہوتا ہے، جن کیلئے ۲/ماہر تعلیم اور انگریزی میں مکمل دسترس رکھنے والے عالموں کا انتظام کیا گیا ہے، واضح رہے کہ یہ دوسالہ کورس ہے جو ۱۰/شوال سے شروع ہوتا ہے۔

گلوبل اکیڈمی برائے حفاظ کرام

اس اکیڈمی میں حفاظ کرام کو چار سال میں بارہویں تک کی تعلیم دی جائے گی، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) **فاؤنڈیشن کورس (مدت ۶/ماہ):** اس ابتدائی ۶/ماہ کے کورس میں طالب علم کو اردو، انگلش اور ہندی زبان پڑھنے اور لکھنے کے علاوہ حساب کی بنیادی تعلیم آٹھویں کلاس تک دی جائے گی۔

(۲) **بریج کورس:** اس ۶/ماہ کے کورس میں نویں جماعت کی تعلیم ہوگی، جس میں بنیادی سائنس، ریاضی اور زبانوں کے قواعد پڑھائے جائیں گے۔

(۳) **دسویں کلاس:** اس ایک سالہ کورس میں دسویں کلاس کی مکمل تیاری کی جائیگی اور طلبہ کو اس قابل بنایا جائے گا کہ دسویں کے امتحان میں اعلی نمبرات سے کامیابی حاصل کرسکیں گے۔

(۴) **انٹر میڈیٹ:** اس دوسالہ کورس میں طلبہ کو گیارہویں اور بارہویں میں اس طرح تیار کیا جائے گا کہ وہ اعلی نمبرات سے کامیابی حاصل کرسکیں اور تمام مسابقتی امتحانات میں اچھے رینک Rank سے کامیابی حاصل کرسکیں اور اعلی تعلیم جاری رکھتے ہوئے اعلی ڈگریاں حاصل کرسکیں۔

اے.ایس پبلک اسکول

یہ اسکول اس لیے قائم کیا گیا ہے، تاکہ مسلمانوں کے بچے یہاں دینی ماحول میں رہتے ہوئے اسلامی تعلیم وتربیت کے ساتھ عصری، دنیوی اور اسکولی تعلیم سے بھی آراستہ ہوں، ہندی اور انگریزی کی معیاری تعلیم کا نظم ہے، فی الحال پرائمری تک تعلیم جاری ہے، ان شاءاللہ آئندہ ہائی اسکول اور انٹر لیول کی تعلیم کا منصوبہ ہے۔

جمعیۃ اصلاح البیان

یہ شعبہ طلبہ کا وہ اسٹیج ہے جس سے وہ اردو اور عربی میں کتابت وخطابت کے شہسوار بن سکیں گے، اس کے پروگراموں کو تین طرح تقسیم کیا گیا ہے:

بزم خطابت:- طلبہ میں تقریری ذوق وصلاحیت پیدا کرنے کیلئے ہفتہ واری پروگرام کا نظم کیا گیا ہے، جس میں طلبہ متعینہ موضوع پر تمام طلبہ کے سامنے تقریر کرتے ہیں۔

بزم مقالات: - طلبہ میں تصنیف وتالیف اور مقالہ نگاری ومضمون نویسی کی مشق کے لیے ہر پندرہ دن کے بعد اس بزم کا انعقاد کیا جاتا ہے، طلبہ کسی خاص متعینہ موضوع پر مقالہ لکھ کر جمعیۃ کے پروگرام میں اس کو پیش کرتے ہیں۔

النادی العربی: - عربی میں تقریری صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہر ہفتہ جمعرات کو تعلیمی گھنٹوں کے بعد النادی کے جلسہ کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں طلبہ عربی میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔

مکتبۃ الاما م ابی الحسن العامۃ

لائبریری یا کتب خانہ کسی بھی ادارے کی ریڑھ کی ہڈی اور وہ سرچشمہ ہوتا ہے جہاں علمی پیاس بجھائی جاتی ہے اور مطالعہ وتحریر وتحقیق اور تصنیف وتالیف نیز درس وتدریس میں اس سے مراجعت واستفادہ کیا جاتا ہے، اس میں درسی وغیر درسی کئی سو کی تعداد میں کتابیں موجود ہیں، مزید اضافہ کی کوشش کی جارہی ہے۔

دارالافتاء

مسلمانوں کے ملی اور عائلی مسائل کا حل شریعت مطہرہ کی روشنی میں کرنے کے لیے یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے، تاکہ وہ دینی احکام ومسائل سے متعلق سوالات اور استفتاء لکھ بھیجیں اور قرآن وسنت کی روشنی میں جوابات اور فتوی حاصل کریں۔

دارالقضاء

مسلمانوں کے معاشرتی مسائل کے حل کے لئے ایک شرعی دارالقضاء قائم کیا گیا ہے، جس میں مسلمان اپنے ملی اور عائلی مسائل پیش کر کے شریعت مطہرہ کی روشنی میں اپنے فیصلے حل کرا سکتے ہیں۔

دعوت وارشاد

چونکہ مرکز کا اصل قیام ہی کتاب وسنت کی تعلیم وتبلیغ اور لوگوں کو دعوت وارشاد کے فریضہ سے واقف کرانے کے لیے ہوا ہے، اس لیے اس میں دعوت وارشاد کے کام کو کئی طرح سے تقسیم کیا گیا ہے۔

اول:- طلبہ کی ۲۴ رگھنٹے کی جماعت ہر جمعرات کو علاقے کے کسی بھی گاؤں میں جاتی ہے اور جمعہ کو واپس آتی ہے اور عوام میں دعوت واصلاح کا فریضہ انجام دیتی ہے، تاکہ طلبہ کا خود بھی دعوتی مزاج بنے اور عامۃ المسلمین کو فائدہ پہنچے۔

دوسرے :- ماہانہ تبلیغی جماعت کا جوڑ بھی ہوا کرے گا، تاکہ لوگوں کی جماعتیں آئیں اور کچھ نئی جماعتیں بھیجی جائیں اور انکے سامنے دعوت وتبلیغ کے اصول بیان کئے جائیں۔

تیسرے :- سال میں تین چار پروگرام عام مسلمانوں کیلئے رکھے جائیں گے، جن میں اکابر علماء میں سے کوئی بھی ایک عالم تقریر کرے گا اور لوگوں کو قرآن وحدیث، سیرت نبوی اور تاریخ اسلامی کی روشنی میں سمجھائے گا اور دینی دعوت پیش کرے گا۔

چوتھے :- سال میں تین چار پروگرام برادران وطن اور غیر مسلم بھائیوں کے لیے کئے جائیں گے، جن میں اہم دانشور، مفکرین، اسکالر اور داعی حضرات آ کر ان کو اسلامیات کے موضوع پر خطاب کریں گے اور پیام انسانیت دیں گے، اسلام کی ہمہ گیری اور پوری انسانی برادری کے لیے اس کو باعث رحمت ثابت کریں گے۔

مجلس صحافت اسلامیہ

یہ مجلس اس لیے قائم کی گئی تاکہ اس کے ذریعہ عربی، انگریزی، ہندی اور اردو میں دینی، اسلامی، فکری، دعوتی اور اصلاحی ماہنامے جرائد ومیگزین

کی شکل میں نکالے جائیں، نیز انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلامی دعوت وفکر اور اس کے مشن کو پوری دنیا میں پہنچایا جاسکے، فی الحال اس شعبہ سے ایک مؤقر علمی واصلاحی اور دعوتی ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مارچ ۲۰۰۶ء سے مسلسل شائع ہورہا ہے اور ہر سال حج کے موقع پر حج سے متعلق ایک کتاب کی اشاعت کرکے حجاج کرام کو مفت تقسیم کی جاتی ہے اور بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے۔

دارالبحوث والنشر

اس شعبہ میں عصری اسلوب میں حالات کے تقاضوں کے مطابق عربی، اردو، ہندی اور انگریزی وغیرہ میں بہت وقیع اور معیاری اسلامی لٹریچر اور دینی رسائل و پمفلٹ تیار کرکے شائع کیے جاتے ہیں، تاکہ تھوڑے وقت میں زیادہ معلومات، پیغام اور دعوت فکر وعمل پیش ہوسکے، علماء حق کی دینی، دعوتی، اصلاحی، فکری اور ادبی کتابوں کی اشاعت کی جاتی ہے، اس شعبے سے اب تک ۵۴/کتابیں شائع ہوکر مقبول ہوچکی ہیں۔

شعبہ مطبخ

یہ شعبہ مرکز کے تحت چلنے والے اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں مقیم طلبہ وطالبات کے طعام وکھانے کیلئے قائم ہے، جس میں طلبہ وطالبات کی کثیر تعداد کا کھانا تیار کیا جاتا ہے، جس کیلئے مستقل ایک تجربہ کار باورچی ہے، جو دونوں وقتوں کا کھانا اور ناشتہ تیار کرتا ہے، مطبخ کے تحت ایک گودام ہے، جس میں مطبخ کے لوازمات غلہ، اناج، سبزیاں، دال وغیرہ ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

کارگزاری

مرکز کے تحت چلنے والے جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں طلبہ اور طالبات کی (۲۵۰) دوسو پچاس کی تعداد زیر تعلیم ہے، اس وقت ۲۴/افراد پر مشتمل اسٹاف مرکز میں کام کررہا ہے، اور تقریباً ۵۰/لاکھ روپئے کا سالانہ خرچ ہے۔

۱- ساڑھے تین بیگہ آراضی خرید کر اس پر جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ کی دومنزلہ بلڈنگ تعمیر ہوچکی ہے جو ۲۴/کمروں پر مشتمل ہے، جس میں چھ درسگاہیں، ایک دفتر، ایک لائبریری، ایک مہمان خانہ اور ۳/اساتذہ کے کمرے اور ۱۲/کمروں پر مشتمل ایک ہاسٹل تیار کیا ہے، ۴/مزید درسگاہیں بنائی گئی ہیں اور ۷/کمرے مختلف کاموں کے لیے تیار ہوگئے ہیں، اس طرح جامعہ میں کل ۳۵/کمرے تعمیر ہوچکے ہیں، مرکز الامام ابی الحسن للدعوۃ والبحوث الاسلامیہ کی دومنزلہ عمارت تیار ہوچکی ہے، جو ۱۴/کمروں پر مشتمل ہے، ایک شاندار مسجد تعمیر کردی گئی ہے، پانی کی ٹنکی بنادی گئی ہے اور چہار دیواری بھی کرادی گئی ہے، مزید بارہ بیگہ زمین خریدی گئی ہے، جس کی قیمت ابھی تک ادا نہیں کی گئی ہے، نیز امسال ۸/بچوں کا حفظ قرآن کریم ختم ہوا، اور دس بچوں کا ناظرہ قرآن ختم ہوا، جن کی دستار بندی مسابقہ قرآن کریم کے پروگرام منعقدہ ۸/اپریل ۲۰۱۹ء میں ہوئی، مسابقہ قرآن کریم میں کامیاب ہونے والے طلبہ کو انعامات سے نوازا گیا۔

۲- لڑکیوں کے مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے لیے ایک بیگہ آراضی خرید کر اس پر ۱۹/کمروں اور ایک بڑے ہال پر مشتمل دومنزلہ بلڈنگ تعمیر کردی گئی ہے، جس سے امسال عالمات کا چودھواں بیچ فارغ ہوا ہے، جس میں ۹/لڑکیوں نے فراغت حاصل کی۔

۳- دارالبحوث والنشر کے تحت اب تک مندرجہ ذیل ۵۴/علمی، اصلاحی اور دعوتی کتابوں کی طباعت ہوچکی ہے۔

(۱) مختصر تجوید القرآن (۲) بچوں کی تمرین التجوید (۳) جیب کی تجوید (۴) ریاض البیان فی تجوید القرآن (۵) رہنمائے سلوک وطریقت (۶) مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا (۷) الامامۃ فی الصلاۃ مسائلہا واحکامہا (۸) التدخین بین الشرع والطب (۹) حیات عبدالرشید (۱۰) سیرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ (۱۱) تذکرہ مولانا مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ (۱۲) تذکرہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ (۱۳) تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ

(۱۴) تذکرہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی (۱۵) چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید (۱۶) مقالات ومشاہدات (۱۷) مکتوبات اکابر (۱۸) چندہ دینے، دلوانے اور لینے کے آداب واصول (۱۹) افکار دل (۲۰) تذکرہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوریؒ (۲۱) مدارس کا نظام تحلیل وتجزیہ (۲۲) سیرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (۲۳) میری والدہ مرحومہ (۲۴) قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت (۲۵) لڑکیوں کی اصلاح وتربیت (۲۶) تذکرہ حضرت حافظ عبدالرشید رائے پوری (۲۷) نقوش حیات حضرت مولانا عبدالرحیم متالا (۲۸) ملفوظات حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ (۲۹) تصوف اور اکابر دیوبند (۳۰) امامت کے احکام ومسائل (۳۱) فقہ حنفی کے مراجع اور ان کی خصوصیات (۳۲) مختصر تذکرہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی (۳۳) عقائد اور ارکان اسلام (۳۴) اللہ ورسول کی محبت (۳۵) ماں باپ اور اولاد کے حقوق (۳۶) **سیرة النبی الاکرم** (۳۷) **القادیانیة ثورة علی النبوة المحمدیه** (۳۸) میرے شیخ ومرشد (۳۹) درد دل (۴۰) ساز دل (۴۱) حیرت انگیز واقعات (۴۲) تذکرہ مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری (۴۳) بزرگان رائے پور (۴۴) حیات شیخ الحدیث۔

(۴۵) Rules of Raising Funds

(۴۶) Beliefs and Pillars of Islam

(۴۷) The Laws Pertaining to Imamat

(۴۸) The Rights of Perents and children

(۴۹) Guidelines for Sulook and Tareeqat

(۵۰) Tasawwuf and tha Elders of Deoband

(۵۱) Life Sketch of Hadhrat Thanwi

(۵۲) A Biogrophy of the Noblest Nabi

(۵۳) My Sheikh and Spiritual Guide

(۵۴) Importance of Hijab in Islam

۴۔مجلس صحافت اسلامیہ سے ایک دینی، دعوتی، علمی، ادبی، ثقافتی، فکری اور اصلاحی ترجمان ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مارچ ۲۰۰۶ء سے مسلسل شائع ہو کر مقبول ہو رہا ہے۔

فوری ضرورت

مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل اور ان میں مزید جلا بخشنے وترقی کے لیے جن چیزوں کی فوری ضرورت ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کی مستقل دومنزلہ عمارت کی تکمیل جس میں بیک وقت ۳۰۰ طلبہ رہ سکیں۔

☆ جامعہ کی درسگاہوں کے لیے مستقل ایک عمارت۔

☆ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کی مستقل دومنزلہ عمارت کی تکمیل۔

☆ گلوبل اکیڈمی کی مستقل عمارت۔

☆ لائبریری کی مستقل عمارت اور اس میں کتابوں کی فراہمی۔

☆ مطبخ کے لوازمات وضروریات۔

مرکز میں تشریف لانے والے علماء کرام

جنھوں نے مرکز کے تعلیمی وتعمیری پروگراموں کو دیکھا، طلبہ وطالبات کا تعلیمی معیار پرکھا اور مرکز کی ضروریات کو محسوس کر کے اپنے مشاہدات وتأثرات تحریر فرمائے۔

☆ مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبد القیوم صاحب رائے پوری
☆ طبیب حاذق حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسار پوری
☆ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی
☆ حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی شیخ التفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا شیخ عبد الحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند
☆ حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم مظاہر علوم سہارنپور
☆ حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا سید عبد اللہ حسنی ندوی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صدر جمعیۃ شاہ ولی اللہ پھلت
☆ حضرت مولانا محمد عباس مظاہری ناظم مدرسہ فیض ہدایت رحیمی رائے پور
☆ حضرت مولانا محمد عمر قاسمی سابق نائب مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد
☆ حضرت مولانا قاری عبد الرؤف استاد تجوید وقراءت دار العلوم دیوبند
☆ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مہتمم جامعہ بیت العلوم پپلی مزرعہ
☆ حضرت مولانا محمد فرقان صاحب مدنی مہتمم جامعۃ القرآن بجنور
☆ حضرت مولانا محمد اسلم صاحبؒ سابق ناظم کاشف العلوم چھٹمل پور
☆ حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب ناظم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور
☆ حضرت مولانا محمد اختر صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ
☆ حضرت مولانا خالد سیف اللہ قاسمی ناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ
☆ حضرت مولانا ظریف احمد صاحب ندوی دوحہ قطر مہتمم معہد الرشید الاسلامی جگادھری
☆ حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی استاد ادب دار العلوم دیوبند وایڈیٹر ماہنامہ ''الداعی''
☆ حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند
☆ حضرت مولانا نذر الحفیظ صاحب ازہری ندوی عمید کلیۃ اللغۃ العربیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا محمد اقبال صاحب ندوی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا سید صہیب حسینی ندوی صدر شعبہ تفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا سید محمد سلمان نقوی شعبہ ملحقہ مدارس ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا کفیل احمد ندوی شعبہ ملحقہ مدارس ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا محمد اصطفاء الحسن کاندھلوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا سید بلال عبد الحئی حسنی ندوی مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور، رائے بریلی
☆ حضرت مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی نائب مدیر ''تعمیر حیات''، لکھنؤ
☆ حضرت مولانا حکیم محمد عثمان صاحب مدینہ منورہ
☆ حضرت شیخ حامد اکرم بخاری شیخ الحدیث مسجد نبوی، مدینہ منورہ
☆ حضرت مولانا سعید الرحمٰن فیضی ندوی صدر الندوہ اسلامک سینٹر کناڈا
☆ حضرت مولانا نیاز احمد صاحب ندوی شیخ الحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا خالد غازی پوری صاحب ندوی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

گجرات سے تشریف لانے والے

☆حضرت مولانا محمد منذر صاحب ندوی جامعہ دارالقرآن سرخیز احمد آباد ☆مولانا وصی اللہ صاحب احمد آباد

☆جناب الحاج عرفان بھائی دارالقرآن سرخیز احمد آباد ☆جناب عبداللطیف صاحب احمد آباد

☆جناب حافظ شمس الدین صاحب احمد آباد ☆حضرت مولانا عبدالسلام صاحب انوری، احمد آباد

☆حضرت مولانا مفتی ابراہیم آچھودوی دارالعلوم گودھرا ☆حضرت مولانا محمد اختر صاحب ندوی دارالعلوم گودھرا

☆حضرت قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مہتمم جامعۃ القراءات کفلیۃ سورت ☆جناب الحاج حنیف بھائی بھولا انکلیشور

☆مفتی عبدالمنان صاحب پنجابی گودھرا ☆اساتذہ جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ ☆ اساتذہ دارالعلوم کنتھاریہ، گجرات

ممبئی سے تشریف لانے والے

☆حضرت مولانا رشید احمد صاحب ندوی ناگ دیوی اسٹریٹ، ممبئی

☆الحاج ڈاکٹر محمد خالد صاحب باندرہ، ممبئی

☆حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب قاسمی شیخ الحدیث دینیات، ممبئی

☆الحاج عتیق احمد صاحب کرلا، ممبئی

☆الحاج شکیل احمد صاحب کرلا، ممبئی

☆الحاج نذیر احمد صاحب کرلا، ممبئی

☆الحاج امجد علی خان میرا روڈ، ممبئی

☆الحاج شیخ عابد جمال الدین، ممبئی

☆جناب شیخ جاوید جمال الدین، ممبئی

☆الحاج ڈاکٹر عبدالوحید صاحب، ممبئی

بھٹکل سے تشریف لانے والے

☆حضرت مولانا عبدالباری صاب ندوی مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل

☆حضرت مولانا محمد الیاس ندوی، سکریٹری مولانا ابوالحسن اکیڈمی بھٹکل

☆حضرت مولانا عبدالرب صاحب ندوی بھٹکلی

☆حضرت مولانا محمد اقبال صاحب ملا ندوی بھٹکل

☆حضرت الحاج ماسٹر محمد شفیع صاحب ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل

☆حضرت مولانا نعمت اللہ ندوی استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل

☆جناب الحاج مظفر کولا صاحب بھٹکل ☆مولانا عبداللہ ندوی بھٹکل

☆مولانا فیصل احمد ندوی بھٹکلی ☆مولانا محمد مستقیم ندوی بھٹکلی

تأثرات اکابر

فدائے ملت حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنیؒ صدر جمعیۃ علماء ہند

''مرکز احیاء الفکر الاسلامی''، مظفرآباد ضلع سہارنپور (یوپی) اپنے علاقہ کا ایک دینی، تعلیمی مدرسہ ہے، جو مقامی و بیرونی مسلمان بچوں کی دینی، تعلیمی خدمات بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے، میری اصحاب خیر اور باہمت حضرات سے اپیل ہے کہ دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح کا تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ ان اللہ لایضیع اجر المحسنین

حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی

سابق معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء لکھنؤ و پروفیسر ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ

برادرم نوجوان فاضل مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی اپنی تصنیفات کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، انہوں نے تصنیف وتالیف اس وقت سے شروع کردی تھی جب وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طالب علم تھے، وہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے مخلص ترین شاگردوں میں سے ہیں، حضرت مولانا کی خدمت میں رہنے کا موقع بھی ان کو ملا ہے، انہوں نے ایک مرکز ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' کے نام سے قائم کیا جس کے مقاصد میں دعوت الی اللہ کا کام سلف صالحین کے منہج خاص طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے طریقے پر کرنا ہے، اللہ تعالی کی توفیق سے انہوں نے ایک لڑکوں کا مدرسہ اور ایک لڑکیوں کا مدرسہ قائم کیا ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعہ دینی تعلیم اور عربی زبان اور اسلامی تہذیب وثقافت کو پھیلائیں، اس بات کے پیش نظر کہ مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی اپنے مدارس اور مرکز کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اصحاب خیر کے تعاون کے محتاج ہیں، میں اہل خیر حضرات سے امید کرتا ہوں کہ مولانا موصوف کا تعاون فرمائیں گے، اس لیے کہ وہ امانت دار مخلص آدمی ہیں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ان کے مقاصد کو پورا فرمائے، مشکلات کو آسان فرمائے اور اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں مجھے حاضری کا موقع ملا، یہ ایک علمی ودعوتی مقصد سے قائم کیا ہوا ادارہ ہے، جس کو عزیز مکرم مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی نے اپنی علمی ودینی جدوجہد کا مرکز بنایا ہے، یہ انہی کا قائم کردہ ہے اور وہ اس کے ذریعہ فکر اسلامی اور دعوت اسلامی کے مقاصد کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف کا جذبۂ عمل اور صحت فکر کو دیکھ کر بڑی توقع ہوتی ہے کہ اس ادارہ سے انشاء اللہ خیر کا بڑا کام انجام پاسکے گا اور چونکہ اس ملک کے صحیح اور مخلصانہ کردار کے ادارے عامۃ المسلمین کے تعاون سے ہی چلتے ہیں، اس لیے اس ادارہ کو بھی یہی راہ اختیار کرنا ہوتی ہے، اس طور پر اس کو اہل خیر حضرات کے تعاون کی بھی ضرورت ہے، میں دعاء گو ہوں کہ یہ ادارہ دین وفکر اسلامی کی خدمت بطریق احسن واکمل انجام دے اور قبول حاصل کرے، آمین

حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

تصدیق کی جاتی ہے کہ برادرم فاضل مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی قائم کیا ہے، جس کے ذریعہ وہ دعوت وتبلیغ اور مسلمان لڑکے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

مجھے اس مرکز کی زیارت اور اس کے تعلیمی پروگرام میں شرکت کی اور لڑکیوں کے ادارے جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کو دیکھنے اور طالبات کی تعلیمی سرگرمیوں پر مطلع ہونے کا موقع ملا ہے، اس سلسلہ میں مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی جو جدوجہد اور کوشش کر رہے ہیں، ان کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا، اس لیے میں ان کو صحیح العقیدہ اور مخلص انسان سمجھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اہل خیر حضرات اور رفاہی اداروں کے ذمہ داران کی توجہ وعنایت کے مستحق ہونگے، اس لیے کہ وہ اپنے اس اسلامی پروگرام میں مسلمانوں کے تعاون کے محتاج ہیں، بے شک اللہ تعالی محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ سابق استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

یہ دور پرآشوب ہے، نئے نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں، اہل زیغ وضلال کی بن آئی ہے، یہ جدید ترین وسائل سے لیس ہے، اپنے غلط عقیدے اور منحرفانہ افکار کو پوری طاقت کے ساتھ پھیلا رہے ہیں، ان کے مقابلہ میں صحیح العقیدہ، راسخ العلم اور صحت مند فکر کے حامل علماء کی بہت کمی ہے، اگر ہیں بھی تو وہ یا تو گوشہ گیر ہیں یا کوتاہ قلمی کا شکار، ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوان اہل قلم اور اہل فکر میدان عمل میں قدم رکھیں اور اس سیلاب بلاخیز کا مقابلہ کریں اور جو کچھ ان کی حوصلہ مند طبیعتوں اور پرعزم ارادوں سے ہوسکے کوتاہی نہ کریں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے ایک باہمت، حوصلہ مند نوجوان فاضل مولوی مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ تعالی ونفع بہ نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور اپنے بزرگوں کے مشورہ اور سرپرستی میں ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' مظفرآباد سہارنپور کی داغ بیل ڈالی ہے، جن بلند مقاصد کو لے کر انھوں نے کام شروع کیا ہے، اللہ تعالی اس میں ان کی غیب سے مدد فرمائے اور اہل خیر کو توفیق دے کہ ان کا ہر طرح تعاون کریں، یہ وقت کا تقاضہ بھی ہے اور وقت کا جہاد بھی۔ ''اللّٰھم وفقنالماتحبه وترضاه وهو نعم المولى ونعم النصير''۔

حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی صدر جمعیۃ شباب اسلام لکھنؤ

تصدیق کی جاتی ہے کہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد ضلع سہارنپور ایک دینی، تعلیمی اور دعوتی ادارہ ہے، جس کو مولوی مسعود عزیزی ندوی نے قائم کیا ہے، مجھے مرکز کو دیکھنے کا موقع ملا ہے، جس کے مقاصد میں اسلامی کتب اور دعوتی پمفلٹ کو مختلف زبانوں میں شائع کرنا اور مسلمانوں کے درمیان دینی تعلیم کی اشاعت کرنا ہے، مولوی صاحب موصوف نے ایک لڑکوں کا مدرسہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور دوسرا لڑکیوں کا مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات بھی قائم کیا ہے، وہ اپنے ان کاموں میں مسلمانوں کے تعاون کے مستحق ہیں، تاکہ وہ اپنے تعلیمی اور دعوتی پروگراموں کو پورا کرسکیں، اللہ تعالی موصوف کو اسلام اور مسلمانوں کے خیر کے کاموں کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائے۔

عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب مقیم خانقاہ رحیمی رائے پور

مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ قصبہ مظفرآباد ضلع سہارنپور میں ایک دینی، دعوتی، اصلاحی، فکری وتربیتی اور تعلیمی ادارہ ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' اکابرین کی سرپرستی میں قائم کیا گیا ہے، اس کے بانی عزیزم محترم مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی ہیں، یہ اپنی نوعیت کا ایک مثالی ادارہ ہے، جس کے مقاصد بہت ہی جلیل اور عظیم الشان ہیں، اس مرکز کے تحت ''جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ'' اور ''جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' اور دوسرے کئی دعوتی شعبے چل رہے ہیں، مرکز میں طلبہ وطالبات کی ایک کثیر تعداد زیر تعلیم ہے، اللہ تعالی مرکز کو قبول فرمائے اور اس کی تعمیر وترقی میں چار چاند لگائے، اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ مرکز کا ہر طرح کا تعاون فرمائیں اور اپنے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

حضرت مولانا قاری عبدالرؤف صاحب بلندشہری استاذ دارالعلوم دیوبند

آج مورخہ ۱۲/۶/۱۴۲۵ھ کو جناب حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی دامت برکاتہم کی دعوت پر بمعیت جناب قاری محمد ساجد صاحب فیضی، قاری ریڈیو وٹی وی اسٹیشن دہلی اور جناب قاری محمد ارشاد صاحب مدرس تحفیظ القرآن دارالعلوم دیوبند، مسجد رشید موضع مظفرآباد، ضلع سہارنپور کے افتتاح کے سلسلہ میں حاضری کی سعادت ہوئی اور مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں چند گھنٹے قیام کیا، مرکز کی عمارت کا معائنہ کیا اور مرکز ہذا کے طلبہ کی زیارت بھی کی، ماشاء اللہ مرکز کی عمارت بہت عمدہ ہے، جناب مفتی محمد مسعود صاحب زید مجدہم سے مل کر ان کے اخلاق کریمانہ سے متاثر ہوئے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا، موصوف سے ملاقات کرکے محسوس ہوا کہ عزائم بہت بلند رکھتے ہیں اور ملت اسلامیہ کی خدمت کا غیر معمولی جذبہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی نے تدریسی، تصنیفی، اصلاحی اور انتظامی صلاحیتوں سے خوب خوب نوازا ہے، حلم، تدبر، منکسر المزاجی، شگفتہ کلامی، نرم گوئی، جبلی اوصاف ہیں، سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالی ایسے حضرات کو ہی تعمیر ملت کے لیے منتخب فرماتے ہیں، موصوف مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے مؤسس وبانی اور ناظم ہیں، جس میں سات مدرسین ہیں اور دیگر دو ملازم اعمال مرکز میں مصروف ہیں، طلبہ کی کثیر تعداد داخل ہے، ایسے مرکز کا تعاون ہر غیور مسلمان کا فرض ہے، دعاء ہے کہ اللہ تعالی اس مرکز کے فیض کو عام فرمائے اور باعتبار تمام تر محاسن ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

آج مورخہ ۱۹/ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۰۵ء بروز شنبہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی اور جامعہ فاطمۃ الزہراء میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، جامعہ فاطمۃ الزہراء میں بچیوں کے مختصر پروگرام میں بھی شرکت کا موقع ملا، ان کی اردو وعربی تقریریوں کو سن کر اندازہ ہوا کہ بچیوں کا تعلیمی معیار بہتر ہے، مرکز کو دیکھ کر اور اس کے اساتذہ وطلبہ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی، طلبہ پر تعلیم وتربیت کے آثار نمایاں تھے، اساتذہ نہایت بااخلاق تھے، مرکز اور جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کے اندر علمی اور دینی صلاحیت کے ساتھ ساتھ انتظامی صلاحیت بھی علی وجہ الاتم موجود ہے۔

حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج مورخہ ۱۵/ستمبر ۲۰۰۵ء مرکز احیاء الفکر الاسلامی اور جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں حاضری ہوئی، پہلی مرتبہ اس علاقہ میں کسی مدرسۃ البنات میں بخاری شریف کے ختم کے اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل ہوکر بے پناہ مسرت ہوئی اور ان سب کاموں کے روح رواں مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ ورعاہ کی انتھک کوششوں کے لیے دل سے دعائے خیر نکلی، اللہ تعالی آئندہ ان کی عمر میں برکت عطاء کرے اور ان کی مساعی میں بیش از بیش روزافزوں ترقیات نصیب فرمائے اور ہر قسم کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے۔

حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

چند سال قبل ہمارے علاقے کے موضع مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں عزیزم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے نام سے دینی تعلیمات کا سلسلہ شروع کیا تھا، الحمد للہ اس مرکز کے تحت ''جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ'' اور ''جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' کے نام سے دو مدرسے دینی تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ تعمیر کا سلسلہ بھی الحمدللہ جاری ہے اور مرکز کی متعدد عمارات زیر تعمیر ہیں اور انہی میں بنین اور بنات کی تعلیم بھی جاری ہے، احقر کو مدرسہ میں حاضری کا موقع ملا ہے، دل سے دعا ہے کہ حق تعالی اراکین مدرسہ کو ان کے تمام تعلیمی اور تعمیری پروگراموں میں کامیابی عطا فرمائے اور اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

جناب الحاج شیخ خالد البدر مدیر عام جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری
ومولانا محمد عامر ندوی رئیس قسم المشاریع جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری

اما بعد! میں نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کو دیکھا اس کے تحت دو مدرسے چل رہے ہیں، ایک مدرسہ لڑکوں کا جس میں طلبہ قرآن کریم حفظ کرتے ہیں، دوسرا لڑکیوں کا جس میں میں نے ایسی چیز سنی اور ایسی چیز کا مشاہدہ کیا جو اپنے مدارس کے سفر کے دوران نہیں دیکھی اور وہ طالبات کا قرآن کریم کی سورۃ کا اس انداز پر تلاوت کرنا ہے کہ ایک طالبہ قرآن کریم کی آیات تلاوت کرتی ہے دوسری طالبہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کرتی ہے اور تیسری اس کا اردو میں ترجمہ کرتی ہے اور ایک طالبہ عربی میں بے جھجک طلاقت لسانی کے ساتھ تقریر کرتی ہے، اس پر میں فاضلہ بہن مدرسہ کی پرنسپل صاحبہ اور دوسری بہنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ لڑکیوں کے ساتھ ایسی محنت کررہی ہیں، اللہ تعالی آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم وقف دیوبند

آج مورخہ ۴/ذی القعدہ ۱۴۲۶ھ کو مکرمی جناب مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ مہتمم مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارن پور کے زیر اہتمام سرگرم جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات اور جامعہ الامام ابی الحسن الندوی الاسلامیہ میں حاضری ہوئی، دونوں درس گاہوں کے حدیث شریف کے اسباق کے افتتاح کے موقع پر احقر نے حدیث، علم حدیث اور اس کی اہمیت وافادیت کے حوالے سے گفتگو کی۔

ماشاء اللہ دونوں ہی درسگاہوں کی عمارتیں سلیقہ کی ہیں، صفائی ستھرائی کا بھی عمدہ نظام نظر آیا، بنات کی درس گاہ میں عالمیت تک کی تعلیم ہورہی ہے، جب کہ لڑکوں کی درس گاہ میں عربی پنجم تک کی تعلیم کا نظم ہے، دونوں درسگاہیں جواں سال فاضل عزیز مولانا محمد مسعود عزیزی کے انتظام میں مصروف کار ہیں، حق تعالی دونوں درسگاہوں کو قبولیت عام سے سرفراز کرے اور دنیا وآخرت دونوں جگہ بانیان واساتذہ، محبین وبہی خواہاں کے لئے سرخروئی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی مہتمم جامعہ سلامیہ بھٹکل
وحضرت مولانا محمد الیاس صاحب ندوی جنرل سکریٹری مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل

امابعد! آج مورخہ ۴/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴/مارچ ۲۰۰۷ء بروز سنیچر مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد سہارنپور یوپی میں بسلسلہ تقسیم انعامات مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل وجلسہ اصلاح معاشرہ کیلئے اپنے مؤقر رفقاء کرام کے ساتھ شرکت کا موقع ملا، جلسہ ماشاء اللہ بڑا کامیاب رہا، حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی جو ماشاء اللہ بڑے خلیق اور بڑی خوبیوں کے مالک ہیں، اس کے ذمہ دار ہیں، اور انہی کے اشراف میں یہ مرکز بخوبی چل رہا ہے، بچوں اور بچیوں کیلئے الگ نظم پھر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' پرچہ جو ماشاء اللہ معیاری اور سلیقہ سے تسلسل کے ساتھ نکلتا ہے، یہ سب ان کی اور انکے رفقائے کرام کی بہترین کاوشیں اور محنتیں ہیں، طلبہ اور طالبات نے اپنے پروگرام بھی پیش کئے جو یقیناً اساتذہ کرام کی محنت کے بین ثبوت تھے۔ اس جنگل کو ان حضرات نے اپنی جانفشانی سے یقیناً منگل کر دیا ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس مدرسہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے

اوراس سرزمین کوبقعۂ نور بنادے، یہاں سے دور دور تک اس کی روشنی پھیلے اوراطراف واکناف ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں اس کے آثار نمایاں ہوں،اور ہرطرح کے شروفتن سے محفوظ رکھے،اورمخلصین کی خدمات کوقبول فرمائے۔آمین

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

آج مؤرخہ ۱۹/شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۹/اکتوبر ۲۰۰۹ء کومرکز احیاء الفکرالاسلامی مظفرآباد ضلع سہارنپور میں مفتی راشداللہ بجنوری کی معیت میں حاضری ہوئی، اس ادارہ میں دوشعبے ہیں ایک لڑکوں کا شعبہ ہے، جوجامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کے نام سے چل رہا ہے، اس میں ۷۰/طلبہ زیرتعلیم ہیں، جن کی تعلیم وتربیت کی خدمات ۶/اساتذہ کرام انجام دے رہے ہیں، تعلیم درجہ پنجم تک ہوتی ہے، دوسرا شعبہ لڑکیوں کا ہے، جس میں دورۂ حدیث تک تعلیم ہورہی ہے، اس میں ۱۸۰/طالبات تعلیم حاصل کررہی ہیں، ان میں ۸/معلّمات تعلیم دے رہی ہیں، تقریباً ۲۵۰/طلبہ وطالبات مدرسہ کے مطبخ سے کھانا کھاتے ہیں، یہ اتنا بڑا انظام محترم مولانا قاری مفتی محمد مسعودعزیزی ندوی صاحب چلارہے ہیں، یہی ان دونوں مدرسوں کے بانی ومؤسس بھی ہیں، اورتعلیم بھی ماشاءاللہ اچھی طرح ہورہی ہے، یہ مناظر وحالات دیکھ کر بہت مسرت وخوشی حاصل ہوئی، دلی دعا ہے کہ اللہ تعالی اس مرکز میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اوراس کا فیض عام فرمائے، اس کواپنے علاقہ میں علم وہدایت کا روشن مینار بنائے، اس میں خیروبرکت عطا فرمائے، اس کی تمام ضروریات کا غیب سے تکفل فرمائے اورمحترم قاری صاحب کی مساعی جمیلہ کوقبول فرمائے۔آمین

حضرت مولانا محمد احمد صاحب مظاہری استاذ جامعہ مظاہرعلوم سہارنپور

آج مورخہ ۸/ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ کو بندہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی مقام مظفرآباد ضلع سہارنپور میں حاضر ہوا، یہ حاضری مدرسہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی کے رئیس (ناظم ومہتمم) کے ایماء پر ہوئی، کئی گھنٹے قیام رہا، مرکز کے تمام شعبہ جات کوبنظرغائر دیکھا، مزید معلومات حاصل کیں، مرکز کے تحت چلنے والے اداروں میں اہم ادارہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات اور جامعہ الامام ابی الحسن الاسلامیہ بڑے شعبوں کی حیثیت سے چل رہے ہیں، اس کے علاوہ ڈپلومہ ان انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر ایک اہم شعبہ فاضلین مدارس عربیہ کے لئے کھلا ہے، جس میں فاضلین کرام کیلئے انگلش اور عربی کورس مقرر ہے، نیز شعبہ صحافت قائم ہے، جس سے ایک ماہنامہ ''نقوش اسلام'' نکلتا ہے جونہایت کامیاب رسالہ ہے، دیگر شعبہ جات بھی قائم ہیں، مدرسہ کا نظام تعلیم وتربیت عمدہ ہے، اوربھی منصوبے وعزائم ہیں جن کی فکرولگن میں رئیس مکرم جناب مولانا مفتی قاری محمد مسعود صاحب عزیزی ندوی برابر لگے ہوئے ہیں، تھوڑے ہی عرصہ میں اتنا بڑا کام کیا ہے کہ بنات وبنین ہردو کیلئے عالمیت اور حفظ وقراءت کا مکمل انتظام ہے، یہ بڑی خوش کن بات ہے، امید کی جاتی ہے کہ یہ ادارہ بہت جلد اور تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کرے گا، دلی دعا ہے کہ اللہ تعالی اس ادارہ کے تحت چلنے والے تمام شعبہ جات میں ہرطرح کی ترقی نصیب فرمائے اوراپنے خزانہ غیب سے اس کی ضروریات کا انتظام پیدا فرمائے۔

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی
وحضرت مولانا محمد حشیم صاحب عثمانی مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ

آج ۲۰/محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بروز پیر مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، محترم مولانا مفتی محمد مسعودعزیزی ندوی کی خدمات دیکھ کرخوشی اورمسرت ہوئی، اللہ تعالی اس مرکز کی ترقی کے اسباب ووسائل پیدا فرمائے اورزیادہ سے زیادہ علم وتعلیم کی نشرواشاعت کی توفیق عطا فرمائے، اورقدم قدم پرمدد واعانت اورنصرت فرمائے۔آمین

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب آچھودی دارالعلوم گودھرا (گجرات)

حامداً ومصلیاً امابعد! آج بتاریخ ۱۶/اپریل ۲۰۱۱ء مدرسہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں بمعیت عزیزی مولانا محمد اختر ندوی اور عزیزم مولوی مشتاق احمد اور مولانا محمد اسماعیل کے ساتھ حاضری ہوئی، نظم ونسق دیکھ کر بے انتہاء خوشی ہوئی، دل سے دعا ہے کہ خدا اور زیادہ اچھا کام کرنے کی ہر ایک کو ہمت دے، مدرسہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کو اور زیادہ سے زیادہ ہمت دے اور موانع جو درپیش ہوں ان کو دور کرے۔

حضرت مولانا نذرالحفیظ صاحب ازہری ندوی عمید کلیۃ اللغۃ العربیہ استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں عزیز گرامی مولانا مسعود عزیزی ندوی کی معیت میں حاضری ہوئی، اس ادارہ کے متعلق برسوں سے سن رہے تھے، اور مدرسہ کے ترجمان رسالہ ''نقوش اسلام'' میں اس کے متعلق پڑھ بھی رہے تھے، خود عزیزی مسعود صاحب مدرسہ کے قیام اور اس کی علمی وتعلیمی ترقی کے بارے میں بتاتے بھی تھے، دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ یہ قدیم مدرسہ ہے لیکن مولانا نے بتایا کہ اس کے قیام کو صرف دس سال کی مدت ہوئی ہے، یہ معلوم کرکے حیرت ہوئی، پھر لڑکوں کی تعلیم کے ساتھ بچیوں کا بھی مدرسہ ہے، اور وہ بھی دارالاقامہ کے ساتھ جو مستقل دردسر ہے، لیکن عزیزی مسعود سلمہ کی سعادت اور ان کی اولوالعزمی کہ وہ یہ سارے کام ہمت کے ساتھ انجام دے رہے ہیں، ساتھ ہی رسالہ بھی پابندی سے شائع کرتے ہیں، کتابیں بھی اس طرح شائع ہوتی ہیں، جیسے مشین سے آٹومیٹک طریقہ سے نکل رہی ہوں، یہ سب بانی کا اخلاص ہے، اس میں بڑا حصہ ان بزرگوں کی خصوصی توجہ کا ہے، جن سے ان کے تعلقات ہیں اور عزیزی سلمہ برابر ان سے رابطہ رکھتے ہیں، ان کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں، اور اس کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں، اساتذہ اور کارکن بھی مولانا کے ہم ذوق ہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مدرسہ کو مزید ترقیات سے نوازے اور حاسدین کے حسد سے حفاظت فرمائے، بچیوں کی دینی تعلیم وتربیت وقت کا بہت بڑا تقاضہ ہے، اور نازک ذمہ داری بھی، موجودہ حالات میں ہمارے عزیز نے یہ ذمہ داری بھی اپنے سر لی ہے، جو ایک طرح سے جہاد ہے، اور جہاد کا اجر بے شمار ہے، جو حضرات اہل خیر اس مدرسہ کے ساتھ تعاون اور ہمدردی کررہے ہیں وہ شریک جہاد ہیں، اللہ تعالی قبول فرمائے۔

حضرت مولانا اقبال احمد صاحب ندوی غازی پوری استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

برادر گرامی قدر جناب مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی حفظہ اللہ سے میں ندوۃ العلماء میں ان کی طالب علمی کے وقت سے واقف ہوں، ماشاء اللہ آپ اسی زمانہ سے تحریری اور تقریری ذوق رکھتے ہیں، اور تعلیم کے دوران ہی متعدد کتابوں کے مصنف ہوچکے تھے اور اب تو ماشاء اللہ درجنوں چھوٹی بڑی کتابیں ان کے قلم سے نکل کر علمی، دینی وادبی حلقوں سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں۔

آج مظفرآباد میں ان کے قائم کردہ ادارہ مرکز احیاء الفکرالاسلامی میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، مولانا موصوف نے خود چل کر مختلف درجات اور مرکز کے مختلف شعبوں کا معائنہ کرایا اور تفصیلات بتائیں، عربی درجات کے ساتھ انگلش اسپیکنگ کورس کا دوسالہ ڈپلومہ بھی ہے، درجے میں لڑکوں کو انگریزی بولنے کی مشق کرتے ہوئے بھی سنا، ایک ماہنامہ ''نقوش اسلام'' بھی اس ادارہ سے پابندی سے نکلتا ہے، مرکز کی شاندار وسیع اور خوبصورت مسجد بھی دیکھی، درسگاہ اور رہائشی کمرے بھی ماشاء اللہ ضرورت کے مطابق ہیں، لڑکیوں کا الگ مستقل مرکز سے تھوڑے فاصلے پر سامنے ہی ادارہ ہے، غرض یہ سب دیکھ کر کافی مسرت ہوئی اور مولانا موصوف کی خدمات کی قدروقیمت تو قلب میں پہلے ہی سے تھی، اب اس میں مزید اضافہ ہوگیا، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مولانا کی خدمات اور ان کی علمی ودینی کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کو ان سب کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

جناب الحاج محمد مظفر کولا صاحب بھٹکل و مولانا عبداللہ ندوی بھٹکل

آج بتاریخ ۳/۱۰/۲۰۱۲ء جناب حاجی مظفر کولا صاحب مع اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ ندوی کے ہمراہ مولانا مسعود عزیزی کے مدرسہ تشریف لائے اور ایک اسلامک ریسرچ سینٹر کا سنگ بنیاد رکھا اور طائرانہ نظران کے مدرسہ پر ڈالی، الحمدللہ مولانا مسعود عزیزی اپنے دینی مشن میں سرگرم عمل ہیں، اللہ تعالی ان کے تمام نیک مقاصد کو پایہ تکمیل پہنچائے۔ آمین

حضرت مولانا رشید احمد صاحب ندوی ممبئی خلف الصدق حضرت صوفی عبدالرحمٰن صاحبؒ وڈاکٹر محمد خالد شیخ صاحب باندرا خلیفہ حضرت صوفی عبدالرحمٰن صاحبؒ

آج بروز ہفتہ بتاریخ ۱۸/ جمادی الثانیہ مطابق ۱۹/اپریل ۲۰۱۴ء حضرت مولانا مسعود عزیزی ندوی اطال اللہ عمرہ کی دعوت پر راقم سطور اور رفیق سفر جناب ڈاکٹر خالد شیخ صاحب مقیم باندرا ممبئی کی مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں حاضری ہوئی۔

اس مرکز کی زیر نگرانی دو مدرسے ایک طلباء کا مدرسہ جامعہ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کے نام سے اور دوسرا مدرسہ طالبات کا جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے نام سے چل رہے ہیں، ان دونوں میں ایک معتد بہ تعداد طلبہ وطالبات کی ہے، جن کے قیام وطعام کی مکمل ذمہ داری منجانب مرکز ادا کی جاتی ہے، نیز اسی مرکز کے تحت تحقیق واشاعت کا کام بھی ہوتا ہے، اس کیلئے ایک عمارت بھی بنائی گئی ہے، جس کا کام فی الوقت چل رہا ہے، اخراجات کی کمی کی وجہ سے کام میں دشواری پیش آرہی ہے، دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی حضرت مولانا مسعود صاحب کی کوششوں کو قبول فرمائے اور سارے مقاصد کو پورے فرمائے اور اصحاب خیر سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ یہ ادارہ آپ کی توجہات کا مکمل مستحق ہے، ہر طرح سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

حضرت مولانا ظریف احمد قاسمی ندوی دوحہ قطر

آج ۳/نومبر ۲۰۱۴ء کو مرکز احیاء الفکر الاسلامی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جو کہ مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی کی قیادت وامامت میں اپنے دینی فرائض انجام دے رہا ہے، اللہ تعالی اس ادارہ کو علاقے میں مرکزی ادارہ بنائے، اور اس سے اپنے دین حنیف کا بڑا کام لے۔ وماتوفیقی الاباللّٰہ

حضرت مولانا سید صہیب حسینی ندوی صدر شعبہ تفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

حامداً ومصلیاً ومسلماً امابعد! آج مورخہ ۲۴/فروری ۲۰۱۵ء کو مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور میں آنے کا موقعہ ملا، جہاں پر شعبہ ملحقہ مدارس ندوۃ العلماء کی طرف سے ۲/روزہ تربیتی، فکری اور دعوتی سیمینار منعقد ہوا، جس میں اطراف کے مدارس کے علماء وذمہ داران ودیگر دینی وعلمی شخصیات نے بھی شرکت کی اور مندوبین ومشارکین نے بھرپور استفادہ کیا، اس کے علاوہ ایک اصلاحی عوامی نشست بھی ہوئی جس میں عامۃ المسلمین نے خصوصی طور پر شرکت کی اور علماء کرام کے مواعظ وتقاریر سے فیض حاصل کیا، اس موقع پر مرکز کی عمارتوں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا، یہاں کا نظم وانصرام دیکھ کر مسرت ہوئی اور اندازہ ہوا کہ یہ ادارہ جو علم وذکر اور دعوت وارشاد کا جامع ہے، علاقہ کی دینی وملی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔ اللھم زد فزد

حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی رئیس تحریر الداعی واستاد ادب عربی دارالعلوم دیوبند

آج بروز چہارشنبہ ۱۸/جمادی الاخری ۱۴۳۶ھ مطابق ۸/اپریل ۲۰۱۵ء کو ضلع سہارنپور کے قصبہ مظفر آباد میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فاضل مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی کے ادارے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے ماتحت حفظ وتجوید کے مدرسہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور بچیوں کے مدرسہ

جامعہ فاطمۃ الزہراءللبنات میں راقم کی آمد ہوئی، مولانا موصوف بہت متحرک آدمی ہیں، انہوں نے اس علاقہ میں دینی جذبہ کے تحت کئی سال پہلے یہ ادارہ قائم کیا تھا، جواب خاصا برگ وبار لا چکا ہے، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک مزید ترقیات سے نوازے اور یہ ادارہ دینی تعلیم وتربیت کا سرچشمہ ثابت ہو۔

حضرت مولانا مجیب اللہ گونڈوی ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم! آج ۱۴رشعبان ۱۴۳۶ھ مطابق ۲رجون ۲۰۱۵ء کو مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے تحت جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات مظفرآباد میں بانی جامعہ جناب مولانا مسعود عزیزی ندوی کی دعوت پر ختم بخاری شریف کے لئے حاضری ہوئی، مدرسہ کی عمارت کی صفائی ستھرائی وغیرہ دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی، ساتھ ہی بچوں کی تعلیم کے لئے جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ میں بھی حاضری ہوئی، مولانا مسعود عزیزی صاحب کی محنت قابل رشک ہے، اللہ تعالی انہیں صحت وعافیت کے ساتھ خدمت کی مزید توفیق ارزانی نصیب فرمائے اور شرور وفتن سے دونوں اداروں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا عبدالرب صاحب ندوی قاضی القضاۃ شہر بھٹکل (کرناٹک)

آج بروز جمعرات بوقت عصر جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ مظفرآباد (یوپی) میں جناب مولانا مفتی خورشید صاحب قاسمی کے ہمراہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، میرے ساتھ بھٹکل کے جناب محمد یحییٰ صاحب اور جناب محمد خالد صاحب اور فرزند مولوی عبدالاول خطیب بھی تھے، مدرسہ ماشاء اللہ ظاہری اور باطنی خوبیوں پر مشتمل پایا، پرسکون جگہ، متواضع اساتذہ اور طلبہ بڑے سعادت مند نظر آئے، ساتھ ہی ساتھ لڑکیوں کے مدرسہ ''جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' میں بھی حاضری ہوئی اور طالبات کی قراءت ونعت سن کر بڑی خوشی ہوئی، الحمدللہ مرکز ترقی کی راہ پر گامزن ہے، اس کی ترقی اور نیک نامی کے لئے ناظم ادارہ جناب الحاج مفتی محمد مسعود عزیزی صاحب ندوی مدظلہ العالی کا بڑا حصہ ہے، اور ان کے ساتھ وہاں کے اساتذہ کرام بھی بڑے خلوص کے ساتھ محنت کر رہے ہیں، اللہ تعالی اس ادارہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی سے نوازے۔ آمین

مخلصانہ اپیل

ملت کے اصحاب خیر دردمند حضرات سے گذارش ہے کہ اکابرین اور بزرگوں کی ان تصدیقات ومشاہدایت اور تأثرات وتائیدات کی روشنی میں مرکز کی مذکورہ بالا تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فوری طور پر ایک خطیر رقم کی ضرورت ہے، اس لیے آپ حضرات مرکز اور اس کے تحت چلنے والے اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات وغیرہ کو اپنے خصوصی وعمومی ہر طرح کے تعاون سے نواز کر مرکز کی تعمیری وترقی اور اسلامی فکر کی نشر واشاعت اور قرآن وحدیث کی تعلیم وتبلیغ میں حصہ لیں اور دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوں۔

الداعی المخلص: محمد مسعود عزیزی ندوی

ناظم مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور، ۲۴۷۱۲۹-یوپی (الہند)

Mob. 9719831058, 9758991058

Email. masoodazizi94@gmail.com - www.mifiin.org

بینک اکاؤنٹ

Markazu Ihyail Fikril Islami A/C No. 30416183580,S.B.I

Monthly Nuqoosh-e-Islam A/C No. 30557882360,S.B.I

Muzaffarabad, Saharanpur (U.P) 247129